ہفت روزہ
ندائے خلافت
لاہور
16
www.tanzeem.org
16 تا 22 اپریل 2013ء/5 تا 11 جمادی الثانی 1434ھ

اس شمارے میں

نظریۂ پاکستان اور سیکولر عناصر

تربیت کا مرحلہ

دائیں ہاتھ والے، بائیں ہاتھ والے

مٹی کے چراغ

نگران حکومتوں کا دائرۂ کار

سلطان محمود غزنوی

تنظیم اسلامی حلقہ خواتین کا سالانہ اجتماع

دعوتی و تربیتی سرگرمیاں

قیامِ پاکستان اور اسلام کی نشاۃ ثانیہ

پاکستان، اِسلامی مملکت کی حیثیت سے 14 اگست 1947ء کو اس وقت دنیا کے نقشہ پر اُبھرا جب عالمی سیاست میں انقلابی تبدیلیاں رونما ہو رہی تھیں۔ یہ وہ زمانہ ہے کہ مغرب کی غلامی کی زنجیروں میں جکڑے ہوئے مشرقی ممالک جن میں اکثریت اسلامی ملکوں کی تھی، وہ آزادی حاصل کرنے کی غرض سے سرگرمِ عمل تھے۔ پیغمبر اسلام ﷺ کے مبارک عہد میں قائم ہونے والی پہلی اسلامی مملکت کے بعد، پاکستان دوسری مسلم ریاست ہے، جو عقیدۂ توحید کے عملی تقاضوں کو پورا کرنے کی غرض سے معرضِ وجود میں لائی گئی۔ اِس مملکتِ خداداد کا نصب العین یہ ہے کہ اس سرزمین میں، اخوت و مساوات اور حریت کے انسانیت پَرور اسلامی اصولوں کی روشنی میں معاشرہ کا قیام عمل میں لایا جائے، تاکہ پاکستانی عوام، پہلے خود اسلامی دستورِ حیات کی دولت سے متمتع ہوں، پھر دنیائے اسلام کے اِتحاد، اُس کی ترقی اور خوش حالی کے ضمن میں روایتی اسلامی کردار ادا کریں۔

نظریۂ پاکستان درحقیقت عالمِ اسلام میں ملت کے حقیقی تصور کے احیاء کی تمہید ہے۔ اس اعتبار سے دین اسلام کی نشاۃ ثانیہ اور مسلم ممالک کا باہمی اتحاد اور نتیجتاً عالمی امن و خوشحالی پاکستان کے وجود سے لازم و ملزوم ہیں۔

اِس مملکت کے اِنہی بلند مقاصد کے پیشِ نظر تمام اسلامی ممالک کی نظر میں، پاکستان اسلام کا ناقابلِ تسخیر قلعہ متصور ہے، جسے ابھی حقیقت بننا ہے۔

نظریۂ پاکستان اور اس کے عملی پہلو
مطیع اللہ محمود

سورۃ الرعد

(آیات:12 تا 14)

ڈاکٹر اسرار احمدؒ

بسم اللہ الرحمٰن الرّحیم

هُوَ الَّذِيْ يُرِيْكُمُ الْبَرْقَ خَوْفًا وَّطَمَعًا وَّيُنْشِئُ السَّحَابَ الثِّقَالَ ﴿۱۲﴾ وَيُسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِهٖ وَالْمَلٰٓئِكَةُ مِنْ خِيْفَتِهٖ ۚ وَيُرْسِلُ الصَّوَاعِقَ فَيُصِيْبُ بِهَا مَنْ يَّشَآءُ وَهُمْ يُجَادِلُوْنَ فِي اللّٰهِ ۚ وَهُوَ شَدِيْدُ الْمِحَالِ ﴿۱۳﴾ لَهٗ دَعْوَةُ الْحَقِّ ۭ وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا يَسْتَجِيْبُوْنَ لَهُمْ بِشَيْءٍ اِلَّا كَبَاسِطِ كَفَّيْهِ اِلَى الْمَآءِ لِيَبْلُغَ فَاهُ وَمَا هُوَ بِبَالِغِهٖ ۭ وَمَا دُعَآءُ الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ ﴿۱۴﴾

آیت 12 ﴿هُوَ الَّذِيْ يُرِيْكُمُ الْبَرْقَ خَوْفًا وَّطَمَعًا وَّيُنْشِئُ السَّحَابَ الثِّقَالَ ﴿۱۲﴾﴾ ’’وہی ہے جو تمہیں دکھاتا ہے بجلی (کی چمک) خوف سے بھی اور امید سے بھی اور وہ اٹھاتا ہے بڑے بوجھل بادل۔‘‘

گھرے بادلوں کی گرج چمک میں خوف کے سائے بھی ہوتے ہیں اور امید کی روشنی بھی کہ شاید اس بارش سے فصلیں لہلہا اٹھیں اور ہماری قحط سالی خوشحالی میں بدل جائے۔ یعنی ایسی صورت حال میں خوف ورجاء کی کیفیت ایک ساتھ دلوں پر طاری ہوتی ہے۔

آیت 13 ﴿وَيُسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِهٖ وَالْمَلٰٓئِكَةُ مِنْ خِيْفَتِهٖ ۚ﴾ ’’اور تسبیح کرتی ہے کڑک اُس کی حمد کے ساتھ اور فرشتے (بھی) اس کے خوف سے‘‘

یہ گرج اور کڑک کی آواز دراصل اللہ کی تسبیح وتحمید ہی کا ایک انداز ہے۔

﴿وَيُرْسِلُ الصَّوَاعِقَ فَيُصِيْبُ بِهَا مَنْ يَّشَآءُ﴾ ’’اور وہ بھیجتا ہے کڑک دار بجلیاں' پھر وہ گرا دیتا ہے انہیں جس پر چاہتا ہے‘‘

﴿وَهُمْ يُجَادِلُوْنَ فِي اللّٰهِ ۚ وَهُوَ شَدِيْدُ الْمِحَالِ ﴿۱۳﴾﴾ ’’اور وہ (اُس وقت) اللہ کے بارے میں جھگڑ رہے ہوتے ہیں۔ اور اس کی پکڑ بہت سخت ہے۔‘‘

آیت 14 ﴿لَهٗ دَعْوَةُ الْحَقِّ ۭ﴾ ’’اُسی کا پکارنا حق ہے۔‘‘

یعنی اللہ ہی ایک ہستی ہے جس کو پکارنا' جس سے دعا کرنا برحق ہے' کیونکہ ایک وہی ہے جو تمہاری پکار کو سنتا ہے' تمہاری حاجت کو جانتا ہے' تمہاری حاجت روائی کرنے پر قادر ہے' اس لیے اس کو پکارنا حق بھی ہے اور سودمند بھی۔ اسے چھوڑ کر کسی اور کو پکارو گے' چاہے وہ کوئی فرشتہ ہو' ولی ہو یا نبی' کوئی تمہاری پکار اور فریاد کو نہیں سنے گا' اور جیسا کہ اگلی آیت میں فرمایا گیا ہے' تمہاری ہر ایسی پکار اکارت جائے گی۔ اس فقرے کا دوسرا مفہوم یہ بھی ہے کہ ’’اُسی کی دعوت حق ہے‘‘۔ یعنی جس چیز کی دعوت وہ دے رہا ہے' جس راستے کی طرف وہ بلا رہا ہے وہی حق ہے۔

﴿وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا يَسْتَجِيْبُوْنَ لَهُمْ بِشَيْءٍ﴾ ’’اور جن کو یہ لوگ پکار رہے ہیں اُس کے سوا' وہ ان کی دعا کو کسی طرح بھی قبول نہیں کرتے‘‘

وہ ان کی کوئی بھی دادرسی نہیں کر سکتے۔

﴿اِلَّا كَبَاسِطِ كَفَّيْهِ اِلَى الْمَآءِ لِيَبْلُغَ فَاهُ وَمَا هُوَ بِبَالِغِهٖ ۭ﴾ ’’مگر جیسے کوئی پھیلا دے اپنے دونوں ہاتھ پانی کی طرف کہ وہ اُس کے منہ تک پہنچ جائے' حالانکہ وہ اس (کے منہ) تک پہنچنے والا نہیں ہے۔‘‘

جیسے اپنے ہاتھ پھیلا کر پانی کو اپنے منہ کی طرف بلانا ایک کارِ عبث ہے' اسی طرح کسی غیر اللہ کو پکارنا' اُس کے سامنے گڑگڑانا اور اس سے دادرسی کی امید رکھنا بھی کارِ عبث ہے۔

﴿وَمَا دُعَآءُ الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ ﴿۱۴﴾﴾ ’’اور کافروں کی دعا تو بالکل بے کار ہے۔‘‘

یہ لوگ جو اللہ کے علاوہ کسی کو پکارتے ہیں ان کی یہ پکار لاحاصل ہے' ایک تیر بے ہدف اور صدا بہ صحرا ہے۔

فرمان نبویؐ

ہر شخص جوابدہ ہے

پروفیسر محمد یونس جنجوعہ

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((كُلُّكُمْ رَاعٍ وَّكُلُّكُمْ مَسْئُوْلٌ فَالْإِمَامُ رَاعٍ وَّهُوَ مَسْئُوْلٌ وَالرَّجُلُ رَاعٍ عَلٰى اَهْلِهٖ وَهُوَ مَسْئُوْلٌ۔ وَالْمَرْاَةُ رَاعِيَةٌ عَلٰى بَيْتِ زَوْجِهَا وَهِيَ مَسْئُوْلَةٌ وَالْعَبْدُ رَاعٍ عَلٰى مَالِ سَيِّدِهٖ وَهُوَ مَسْئُوْلٌ اَلَا وَكُلُّكُمْ رَاعٍ وَّكُلُّكُمْ مَسْئُوْلٌ۔)) (بخاری)

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ’’تم میں سے ہر شخص نگران اور (اللہ تعالیٰ کے ہاں) جوابدہ ہے۔ اسلامی ریاست کا سربراہ نگران ہے (قیامت کے دن) اس سے (اس کی رعیت کے بارے میں) باز پرس ہو گی' اور ہر شخص اپنے بال بچوں کا حاکم ہے اور جوابدہ ہے۔ بیوی اپنے شوہر کے گھر کی نگران ہے۔ گھریلو انتظام کے سلسلہ میں اس سے باز پرس ہو گی۔ خادم اپنے آقا کے مال کا نگران اور ذمہ دار ہے۔ اللہ کے ہاں اس کا حساب دینا ہے۔ آگاہ رہو تم میں سے ہر شخص ذمہ دار اور جوابدہ ہے‘‘۔

اداریہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ایوب بیگ مرزا

نظریۂ پاکستان اور سیکولر عناصر

جب کسی قوم کو اپنے رہبر اور رہنما کی جانب سے کوئی حکم ملتا ہے یا وہ کسی مسئلہ پر خود اپنے رہبر سے استفسار کرتی ہے تو دونوں صورتوں میں اس کا طرزِ عمل بتاتا ہے کہ بحیثیت مجموعی قوم کج روی پر مائل ہے یا صراطِ مستقیم پر گامزن ہونے کا عزم وارادہ رکھتی ہے' اس کی روش باغیانہ ہے یا تسلیم کی خو رکھتی ہے۔ ایک موسیٰ علیہ السلام کی قوم تھی جس نے گائے ذبح کرنے کا حکم خواہی نخواہی تسلیم تو کر لیا لیکن اپنے پیغمبر سے جس طرح تابڑ توڑ سوالات کیے اور جو انداز اختیار کیا وہ ظاہر کرتا ہے کہ ذہن بغاوت اور نافرمانی کی طرف مائل تھا۔ اگرچہ انہوں نے حکم کی تعمیل کر دی لیکن خود اللہ رب العزت نے قرآن پاک میں ان کے رویے پر تبصرہ کرتے ہوئے فرمایا: ﴿وَمَا كَادُوْا يَفْعَلُوْنَ﴾ یعنی وہ ایسا کرتے دکھائی نہیں دیتے تھے۔ اس کے برعکس مثال نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ہے۔ وہ جب بھی اپنے رہبر و رہنما سے کوئی سوال پوچھتے تھے تو پوچھنے کا انداز ہی ایک خود سپردگی کا انداز ہوتا تھا۔ ان کے رویے اور ان کی ذہنی کیفیت کو اگر الفاظ کا جامہ پہنایا جائے تو وہ کچھ یوں ہے: ''آپ کا حکم سر آنکھوں پر۔''

آج جس کردار کی حامل سیاسی و مذہبی قیادت قوم پر مسلط ہے اسے بدقسمتی کہا جائے یا اللہ کا عذاب۔ اس نام نہاد قیادت کو خود راستہ سجھائی نہیں دے رہا، یہ قوم کی کیسے رہنمائی کرے گی۔ کبھی بھٹکا ہوا مسافر بھی کسی کو راہ دکھا سکتا ہے۔ اس فکری اور ذہنی انارکی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اس قوم کے ایک مخصوص طبقہ نے جو خود کو سیکولر کہتا ہے' شر جس کے خمیر میں گندھا ہوا ہے' کذب و افترا جن کی زندگی کا معمول ہے' جن کی مسخ شدہ فطرت حق اور سچ سے رابا کرتی ہے انہوں نے نظریۂ پاکستان کے آگے سوالیہ نشان لگا دیا ہے۔ فرماتے ہیں نظریہ پاکستان اجنبی شے ہے، اس کی کبھی کوئی تعریف سامنے نہیں آئی۔ لہٰذا بھوک، افلاس اور لوڈ شیڈنگ کی مارے ہوئے عوام نے بھی پوچھنا شروع کر دیا ہے کہ نظریۂ پاکستان کی تعریف کیوں سامنے نہیں آئی؟ کون انہیں بتائے کہ بھلے مانسو، اگر کسی شخص کا نام غلام محمد ہو یا محمد صدیق، محمد عمر، محمد عثمان یا محمد علی ہو تو اسے بتانے کی ضرورت ہے کہ میں مسلمان ہوں یا اس سے کوئی پوچھے گا کہ تمہارا مذہب کیا ہے۔ پنجاب یونیورسٹی کے مشہور و معروف وائس چانسلر علامہ علاؤ الدین صدیقی مرحوم و مغفور سے نظریۂ پاکستان کے بارے میں دریافت کیا گیا تو انہوں نے فرمایا اسلام پاکستان کا دوسرا نام ہے۔ پاکستان جس نے اسلام کے بطن سے جنم لیا، پاکستان جس کی خاطر ہندوستان کے دور دراز علاقوں سے لوگ ہجرت کر کے آئے تھے اور راستے میں گردنیں کٹواتے' عصمتیں لٹاتے یہاں پہنچے تھے اور آتے ہی سرزمین پاکستان پر سجدہ میں گر گئے تھے ان کا مذہب صرف اور صرف اسلام تھا۔ ان مہاجروں کی راہ میں جن مقامیوں نے اپنی آنکھیں بچھائی تھیں (حالانکہ اکثریت نے ایک دوسرے کو زندگی میں پہلی مرتبہ دیکھا تھا) ان سے ان کا رشتہ نظریہ کا رشتہ تھا، اسلام کا رشتہ تھا۔ کٹ حجتی کے ماہرو پھر پوچھتے ہو نظریۂ پاکستان کی تعریف کیا ہے۔ اس کے سوا تمہارا کیا مقصد ہو سکتا ہے کہ کج بحثی سے کچھ نہ کچھ لوگوں کے ذہن تو الجھیں گے۔ ''پاکستان کا مطلب کیا؟ لا الٰہ الا اللہ'' کے نعرے سے برصغیر کے در و دیوار کانپ اٹھے، لیکن تمہارے کانوں تک یہ آواز نہ پہنچی۔ ہرگز نہیں! تم جھوٹ سے کام لے رہے ہو۔

انگریز جس کی سلطنت میں سورج غروب نہیں ہوتا تھا، اُس نے اِس نعرے کے سامنے خود کو بے بس پایا۔ مہاتما گاندھی نے کہا ''پاکستان میری لاش پر بنے گا'' لیکن اسے تھوکا چاٹنا پڑا۔ تم اسی پاکستان کی سرزمین سے کھا پی کر اور اپنے اجسام فربہ کر کے نظریۂ پاکستان کو متنازعہ بنانے کی مذموم کوشش کرتے ہو۔ بہرحال قیامِ پاکستان کے دو سال بعد قراردادِ مقاصد نے نہ صرف اس نعرۂ حق پر مہر تصدیق ثبت کر دی بلکہ اس نعرے کو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اضافے سے مکمل کر دیا، اگرچہ آٹے میں نمک کے برابر تمہاری نمائندگی اُس مجلس میں بھی تھی اور تم نے جل کر کہا تھا کہ قرارداد میں حاکمیت اعلیٰ اور اقتدار اعلیٰ کا حقیقی حقدار اللہ تعالیٰ کو قرار دینے سے ہمارے سر شرم سے جھک گئے ہیں کہ دنیا کیا کہے گی کہ ؎ ''اکبر نام لیتا ہے خدا کا اس زمانے میں''۔ حقیقت یہ ہے کہ تمہیں اس وقت بھی دنیا اور صرف دنیا

تا خلافت کی بنا' دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

تنظیم اسلامی کا ترجمان' نظامِ خلافت کا نقیب

ہفت روزہ — لاہور

ندائے خلافت

بانی: اقتدار احمد مرحوم

16 تا 22 اپریل 2013ء — جلد 22
5 تا 11 جمادی الثانی 1434ھ — شمارہ 16

مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
مدیر: ایوب بیگ مرزا
نائب مدیر: محبوب الحق عاجز

نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد' طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس' ریلوے روڈ' لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی:
67-اے' علامہ اقبال روڈ' گڑھی شاہو لاہور-54000
فون: 36316638-36366638 فیکس: 36313131
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے' ماڈل ٹاؤن' لاہور-54700
فون: 35869501-03 فیکس: 35834000
publications@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 12 روپے

سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک...... 450 روپے
بیرون پاکستان
انڈیا---------------- (2000 روپے)
یورپ' ایشیا' افریقہ وغیرہ (2500 روپے)
امریکہ' کینیڈا' آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)
ڈرافٹ' منی آرڈر یا پے آرڈر
''مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن'' کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے

''ادارہ'' کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

کی فکر تھی، آج بھی دنیا ہی تمہارا اوڑھنا بچھونا ہے اور تم بابر بہ عیش کوش کہ عالم دوبارہ نیست کے فارمولے کے تحت زندگی گزار رہے ہو۔ آج بھی اگرچہ عددی لحاظ سے پاکستان میں تم خاطر خواہ نہیں بڑھ سکے لیکن دو وجوہات کی بنا پر تم پیارے پاکستان کو پہلے کی نسبت بہت زیادہ نقصان پہنچا رہے ہو۔ ایک یہ کہ تم نے میڈیا خصوصاً الیکٹرانک میڈیا پر جابرانہ اور غاصبانہ قبضہ کر رکھا ہے، جس سے تمہاری آواز بہت اونچی ہوگئی ہے اور دور دور تک سنائی دیتی ہے اور دوسری یہ کہ پاکستان کے ظالم حکمرانوں کی آدم خور پالیسیوں کی وجہ سے عوام کو بھوک، بیماری اور افلاس نے ذہنی طور پر مفلوج کر دیا ہے۔ انہیں دو وقت کی روٹی کا مسئلہ ہے۔ تمہاری عیاریوں اور چالاکیوں سے نمٹنے کا کس طرح سوچیں۔

افسوسناک امر یہ ہے کہ تم سیکولرازم سے بھی مخلص نہیں ہو۔ سیکولر اسے کہتے ہیں جو تمام مذاہب کو ایک جیسا سمجھے اور اپنی سوچ کو اس دنیا کے معاملات تک محدود رکھے، اسے نہ کوئی مذہب عزیز ہے اور نہ وہ کسی مذہب کا خاص دشمن ہی ہے۔ وہ مذہب کو انسان کا ذاتی معاملہ سمجھتا ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ مذہب ریاستی امور کے قریب بھی نہ پھٹکے اور ہر شخص جو مذہب چاہے اپنائے، جسے چاہے چھوڑ دے۔ لیکن پاکستان کے سیکولرسٹو، تم اپنا جائزہ لو، تم نے مسلمان ہوتے ہوئے جب اور جہاں کہیں موقع ملا، اسلام کی پوری شدت سے نظری اور عملی مخالفت کی۔ مثلاً تم آئین کی دفعہ 63,62 دفعات کے حوالے سے چیخ و پکار کر رہے ہو۔ کہتے ہو کہ یہ ایک فوجی طالع آزما اور ڈکٹیٹر کی آئین میں شامل کردہ دفعات ہیں۔ چلئے تسلیم کیے لیتے ہیں کہ یہ دفعات فوجی آمر کی ہیں لیکن کیا خواتین کی نشستوں میں اضافہ کی آئینی ترمیم جنرل پرویز مشرف نے نہیں کی تھی؟ کیا وہ فوجی طالع آزما اور ڈکٹیٹر نہیں تھا؟ کیا تم نے اس ترمیم کو ہدفِ تنقید بنایا؟ اس لیے کہ یہ تمہاری نام نہاد روشن خیالی ہے، یہ تمہارے آئیڈیل مغرب کی تقلید ہے۔ پھر یہ کہ کیا بھٹو کے جمہوری دور میں بنا ہوا 1973ء کا آئین اپنی اصلی شکل میں بہت سی اسلامی دفعات نہیں رکھتا اور کیا اس میں رقم نہیں ہے کہ قرآن اور سنت کے خلاف کوئی قانون سازی نہیں ہوسکتی۔ اگر تم آئین کی ان دفعات کو تسلیم نہیں کرتے تو کیا تم آئین شکنی کے مرتکب نہیں ہو رہے؟ تاریخ سے اسلام دشمنی کی تمہاری یہ مثال بھی موجود ہے کہ جب سوویت یونین نے افغانستان پر حملہ کیا تو تم نے مسلمانوں کے خلاف غاصب سوویت یونین کا ساتھ دیا اور مجاہدین کا ساتھ دینے پر امریکہ کے خلاف سخت ترین زبان استعمال کی اور اسے غلیظ گالیاں دیں۔ لیکن جب امریکہ نے افغانستان پر حملہ کیا تو اب کی بار تم حملہ آور امریکہ کے دست و بازو بن گئے۔ اس لیے کہ مسلمانوں کو روس مارے یا امریکہ، تم مارنے والے کے ساتھ ہو۔ خدا کا خوف کرو۔ جانور اور حیوان بھی جہاں سے کھاتے ہیں وہاں کا حیا کرتے ہیں۔ تم خود کو جانوروں سے بھی بدتر ثابت کر رہے ہو۔ یاد رکھو، پاکستان کی نظریاتی سرحدیں ختم کر دی گئیں تو جغرافیائی سرحدوں کا قائم رہنا مشکل ہی نہیں ناممکن ہو جائے گا۔ لہٰذا جس شاخ پر بیٹھے ہو اس شاخ کو مت کاٹو۔ اگر جغرافیائی سرحدیں ختم ہوگئیں تو تم لاکھ اپنے آپ کو سیکولر کہتے رہو، وہ ہندو جس کی آنکھوں پر تعصب کی پٹیاں بڑی مضبوطی سے بندھی ہیں وہ تمہیں بھی مسلمان سمجھتا ہے۔ یاد رکھو بھارت کا ہندو اندلس کے عیسائی سے کہیں زیادہ مسلمان دشمن اور ظالم ہے۔ وہ برصغیر کی تقسیم کو گاؤ ماتا کو کاٹنے کے برابر سمجھتا ہے۔ مردود بال ٹھاکرے اور راہول گاندھی کی سوچ میں رتی بھر فرق نہیں۔ صرف دشمنی میں طریقہ کار کا فرق ہے۔ ٹھاکرے کافر تھا۔ اس نے منافقت نہیں کی۔ راہول اور دوسرے ہندو سیاسی لیڈر بھی سمجھتے ہیں کہ ہندوستان میں ہندو کے سوا کسی کو رہنے کا حق نہیں، لیکن ان کا معاملہ بغل میں چھری اور منہ میں رام رام کا ہے۔

لہٰذا پاکستان کو خدانخواستہ کچھ ہوا تو بچو گے تم بھی نہیں۔ تم ہم سے ہو، تمہیں سمجھانا ہمارا فرض ہے۔ لوٹ آؤ کہ صبح کا بھولا شام کو گھر واپس آئے تو اسے بھولا ہوا نہیں کہتے۔ خدارا! خود بھی گمراہی سے بچو اور دوسروں کو گمراہ کرنے سے بھی باز آ جاؤ۔ اسلام کو پاکستان کی جڑ اور بنیاد نہ سمجھنا غداری کے مترادف ہے اور تاریخ گواہ ہے کہ غدار دنیا میں بھی ذلیل و خوار ہوتا ہے اور آخرت میں بھی نارِ جہنم کا ایندھن بنے گا۔

بیابہ مجلس اسرار

تربیت کا مرحلہ

انقلابی جماعت کی تشکیل و تنظیم کے بعد اگلا مرحلہ افراد کی تربیت کا ہے۔ کیونکہ کچے پکے لوگوں کو جمع کر کے اگر کوئی یہ کام شروع کیا جائے، خاص طور انقلاب کا کام جہاں تصادم کا شدید ترین مرحلہ بھی آتا ہے تو ظاہر بات ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ نے اپنی ناکامی کا سبب پہلے ہی سے خود فراہم کر لیا ہے۔ اس لئے کہ کچے پکے لوگوں کے ہاتھوں کامیابی کا کوئی امکان ہی نہیں۔ اس کام کے لئے بہت پختہ اور بہت مضبوط لوگ درکار ہیں۔ خام لوگوں سے کوئی کام نہیں ہوسکے گا۔ مثال کے طور پر اگر ریت کے بڑے بڑے گولے بنائے جائیں اور پھر انہیں کسی دروازے یا کھڑکی کے شیشے پر پوری قوت سے دے ماریں تو شیشے کا کچھ نہیں بگڑے گا۔ اس میں تو بال بھی نہیں پڑے گا، البتہ پھینکے ہوئے ریت کے گولے بکھر جائیں گے۔ لیکن اسی ریت کو بھٹی میں پکا کر پختہ اینٹ بنا لیں، پھر اس اینٹ کو شیشے پر دے ماریں تو نتیجہ برآمد ہوگا کہ شیشہ کھیل کھیل ہو جائے گا۔ علامہ اقبال نے بڑے ہی پیارے اور بڑے ہی مؤثر انداز میں اسے فارسی میں خوب ادا کیا ہے۔

با نشۂ درویشی در ساز و دمادم زن
چوں پختہ شوی خود را بر سلطنت جم زن

پہلا مرحلہ ہے تیاری کا۔ اس کے لئے درویشی چاہئے۔ خاک میں ملنا پڑے گا، آگ میں جلنا ہوگا، آزمائشوں کی بھٹیوں سے گزرنا پڑے گا، نفس کے ساتھ مجاہدہ کرنا ہوگا۔ ان سب سے گزر کر پھر جب پختہ ہو جاؤ تو پھر اپنے آپ کو سلطنتِ جم پر دے مارو۔ یعنی اسلام یہ بھی نہیں چاہتا کہ بس اپنی ذاتی اصلاح ہی کو مقصود و مطلوب بنا لو۔ یہ نہ ہو کہ خانقاہی مزاج ہی پختہ تر ہوتا چلا جائے اور میدان میں آنے کا مرحلہ ہی نہ آئے بلکہ وہ نظروں سے بالکل اوجھل ہو جائے۔ باطل سے تصادم کے لئے تیاری بھی بہت ضروری ہے، بغیر تیاری کے میدان میں آ گئے تب بھی ناکامی ہے۔ لیکن اگر محض تیاری ہی ہوتی رہے اور باطل کے خلاف نبرد آزما ہونے کا خیال بھی دل میں نہ آئے تو وہ تیاری بے کار ہو جائے گی۔ اس تربیت کے ضمن میں یہ بات بھی پیش نظر رکھنی ضروری ہے کہ یہ محض انقلاب نہیں بلکہ اسلامی انقلاب کی تیاری ہے، اس لئے کارکنوں کی روحانی اور اخلاقی تربیت ضروری ہے۔ اگر انقلابی کارکن ہی اُن اقدار کے پیکر نہ بن سکیں تو پیش نظر انقلاب میں کہاں سے وہ اقدار آ جائیں گی اور کہاں سے وہ اَبعاد (Dimensions) آ جائیں گے جو اس نظام کے لازمی اجزاء میں سے ہیں جو قائم کرنا مطلوب ہے۔ لہٰذا بنیادی طور پر فرق واقع ہو جائے گا۔

(بانی تنظیم اسلامی محترم ڈاکٹر اسرار احمدؒ کی کتاب "منہج انقلاب نبویؐ" سے ایک اقتباس)

روزِ قیامت انسانوں کے دوگروہ

دائیں ہاتھ والے، بائیں ہاتھ والے

سورۃ الواقعہ کی آیات 1 تا56 کا مطالعہ

مسجد جامع القرآن قرآن اکیڈمی لاہور میں امیر تنظیم اسلامی محترم حافظ عاکف سعید حفظہ اللہ کے 5اپریل2013ء کے خطاب جمعہ کی تلخیص

(سورۃ الواقعہ آیات 1 تا56 کی تلاوت اور خطبہ مسنونہ کے بعد)

حضرات! قرآن حکیم کے آخری حزب کا سلسلہ وار مطالعہ ان اجتماعات جمعہ میں چل رہا ہے۔ پچھلی مرتبہ سورۃ الرحمٰن مکمل ہوئی تھی۔ اس کے فوراً بعد سورۃ الواقعہ ہے۔ آج سے سورۃ الواقعہ کا مطالعہ شروع ہو رہا ہے۔ سورۃ الواقعہ اور سورۃ الرحمٰن دونوں کے موضوعات میں بہت مشابہت ہے۔ قرآن مجید کی بہت سی سورتیں جوڑوں کی شکل میں ہیں، اور وہ ایک ہی مضمون کے مختلف پہلوؤں کو بیان کرتی ہیں۔ ان کو ملا کر سمجھا جائے تو ایک بڑے وسیع تر مضمون کی تکمیل ہوتی ہے۔ جیسے سورۃ الفلق اور سوۃ الناس کا جوڑا۔ بعینہٖ سورۃ الرحمٰن اور سورۃ الواقعہ کا جوڑا ہے۔ ان سورتوں میں بھی ظاہری اور معنوی دونوں اعتبارات سے بہت سی مشابہتیں موجود ہیں۔ اس ضمن میں چند باتوں کی طرف اشارہ کروں گا۔

یہ دونوں سورتیں ہم وزن ہیں یعنی 3 رکوعوں پر مشتمل ہیں۔ سورۃ الرحمٰن کی ابتدا میں قرآن مجید کے نوعِ انسانی کے لئے نعمت ہونے کو اجاگر کیا گیا۔ سورۂ واقعہ کے تیسرے رکوع میں عظمت قرآن کا مضمون آیا ہے۔ دونوں سورتوں میں اہل جنت کو ملنے والی نعمتوں اور اہل جہنم پر آنے والے عذاب کا ذکر ہے۔ قرآن مجید میں ان موضوعات کا ذکر اور مقامات پر بھی ہے لیکن ان دو سورتوں میں جنت اور اُس کی نعمتوں کا ذکر بہت تفصیل سے آیا ہے۔ البتہ اہل جہنم کا ذکر نسبتاً مختصر انداز میں ہے۔ دونوں سورتوں میں ایک عکسی نسبت بھی ہے۔ سورۃ الرحمٰن میں اہل جہنم کا ذکر پہلے ہے اور اہل جنت اور جنت کی نعمتوں کا ذکر بعد میں ہے۔ سورۃ الواقعہ میں اہل جنت کا ذکر اور ان کو ملنے والی نعمتوں کا ذکر پہلے ہے جبکہ اہل جہنم کا تذکرہ بعد میں ہے۔ گویا ایک ہی مضمون کو بڑی ہی خوبصورتی کے ساتھ دونوں سورتیں مل کر مکمل کر رہی ہیں۔ علاوہ ازیں اہل جنت کے دو درجوں کا ذکر اہتمام سے ان دونوں سورتوں میں آیا۔ اور اس کی کچھ تفصیل یہاں سورۃ الواقعہ میں ہو رہی ہے۔

﴿اِذَا وَقَعَتِ الْوَاقِعَةُ (١) لَيْسَ لِوَقْعَتِهَا كَاذِبَةٌ (٢)﴾

”جب واقع ہونے والی واقع ہو جائے۔ اس کے واقع ہونے میں کچھ جھوٹ نہیں۔“

اس سورت کے نزول تک قرآن مجید کا بڑا حصہ نازل ہو چکا تھا۔ ابتدائی مکی سورتوں میں قیامت کا بار بار ذکر ہے۔ وہی مضمون یہاں آ رہا ہے کہ قیامت یقینی شے ہے اور یہ اس کائنات کی سب سے بڑی حقیقت ہے۔ جیسے اس دنیا کی زندگی کی سب سے بڑی حقیقت موت ہے، اسی طرح اس کائنات کی سب سے بڑی حقیقت یہ ہے کہ اس کی ہر شے فنا ہو جائے گی۔ اسی کا نام قیامت ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام سے نبی اکرم ﷺ تک تمام نبیوں اور رسولوں نے بڑے اہتمام اور بڑی تاکید کے ساتھ یہ خبر دی کہ قیامت واقع ہو کر رہے گی۔ وہ یقینی ہے، شدنی ہے۔

﴿خَافِضَةٌ رَّافِعَةٌ (٣)﴾

”کسی کو پست کرے، کسی کو بلند۔“

حقیقت میں کون باعزت ہے اور کون ذلیل ہے یہ اس دن پتا چلے گا۔ جیسے ہمارے ہاں محاورہ ہے کہ ”بڑے بڑے برج اُلٹ جاتے ہیں“ اسی طرح جن کو دنیا میں بڑا سمجھا گیا، جو بڑے متکبر تھے، وہ خواہ فراعنہ ہوں، نمارده ہوں، وقت کے ہٹلر ہوں یا وہ وقت کے پرویز مشرف اگرچہ ایسے متکبرین کی پستی کا سامان اللہ تعالیٰ اس دنیا میں بھی کرتا رہا، لیکن حقیقت اس دن معلوم ہوگی کہ کون اونچا ہے کون نیچا۔ کون ہے جس کے لئے عزت ہے اور کون ہے جس کی قسمت اور مقدر میں ذلت لکھی ہوئی ہے۔ اس روز سب کچھ تہہ و بالا ہو جائے گا۔

﴿اِذَا رُجَّتِ الْاَرْضُ رَجًّا (٤) وَّبُسَّتِ الْجِبَالُ بَسًّا (٥) فَكَانَتْ هَبَآءً مُّنْۢبَثًّا (٦)﴾

”جب زمین بھونچال سے لرزنے لگے، اور پہاڑ ٹوٹ کر ریزہ ریزہ ہو جائیں، پھر غبار ہو کر اڑنے لگیں۔“

جیسے سورۃ القارعہ میں ہے کہ اس دن پہاڑ ایسے ہو جائیں گے جیسے دُھنکی ہوئی رنگین اُون، اسی طرح اس دن ہر شے روئی کے گالوں کی طرح ہوا میں اُڑے گی۔

روز قیامت انسانوں کا کیا حال ہوگا؟ انہیں تین گروہوں میں تقسیم کر دیا جائے گا۔ فرمایا:

﴿وَّكُنْتُمْ اَزْوَاجًا ثَلٰثَةً (٧) فَاَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ مَآ اَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ (٨)﴾

”اور تم لوگ تین قسم ہو جاؤ، تو داہنے ہاتھ والے (سبحان اللہ) داہنے ہاتھ والے کیا (ہی چین میں) ہیں۔“

ایک گروہ کا عنوان دائیں ہاتھ والے ہے۔ اس حوالے سے قرآن مجید میں کئی جگہوں پر یہ بات آئی ہے کہ روز قیامت اہل جنت کو ان کا اعمال نامہ داہنے ہاتھ میں تھمایا جائے گا، اور جو ناکام قرار پائیں گے یعنی جہنم جن کا مقدر ٹھہرے گی، ان کا اعمال نامہ بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا۔ یہاں کامیاب ہونے والے خوش قسمت لوگوں کو اصحاب المیمنہ (دائیں ہاتھ والے) کہا گیا ہے۔

﴿وَاَصْحٰبُ الْمَشْئَمَةِ ۙ مَآ اَصْحٰبُ الْمَشْئَمَةِ (٩)﴾

”اور بائیں ہاتھ والے (افسوس) بائیں ہاتھ والے کیا (گرفتار عذاب) ہیں۔“

کتنے بدنصیب ہوں گے وہ بائیں ہاتھ والے جب انہیں معلوم ہوگا کہ وہ مکمل طور پر ناکام ہو چکے ہیں۔ یہاں پر دائیں اور بائیں ہاتھ والوں کی تقسیم سامنے آ گئی۔ اس کی مزید تفصیل آگے آ رہی ہے کہ جو دائیں ہاتھ والے ہیں وہ بھی دو طرح کے ہوں گے یعنی ان کی بھی دو کیٹگیریز کا ذکر آ رہا ہے۔ ان میں پہلا گروپ کون سا ہے۔ فرمایا:

﴿وَالسّٰبِقُوْنَ السّٰبِقُوْنَ (١٠) اُولٰٓئِكَ الْمُقَرَّبُوْنَ (١١)﴾

”اور جو آگے بڑھنے والے ہیں (ان کا کیا کہنا) وہ آگے ہی بڑھنے والے ہیں، وہی (اللہ کے) مقرب ہیں۔“

یہ قرب کا سب سے اونچا مقام ہے۔ یہ ایک VIP سٹیٹس ہے۔ السابقون سے مراد کیا ہے، اس بارے میں مختلف آراء ہیں۔ ایک رائے یہ ہے کہ اس سے مراد پہلے دور کے

لوگ ہیں لیکن جس رائے کی طرف اکثر کا رجحان ہے اور زیادہ وزن محسوس ہوتا ہے وہ یہ کہ مشکل وقت میں سبقت کرنے والے یعنی نبیوں پر ایمان لانے میں جنہوں نے سبقت کی، جنہوں نے مشکل حالات میں حق پر استقامت دکھائی اور خطرات مول لے کر ایمان کو قبول کیا۔ مکی دور میں جو شخص کلمہ طیبہ ادا کرتا، اسے مار پڑنا شروع ہو جاتی۔ اس وقت حق کا ساتھ دینا بہت مشکل تھا۔ پھر وہ وقت بھی آیا کہ فتح مکہ کے بعد لوگ فوج در فوج اسلام میں داخل ہونے لگے۔ تاہم جنہوں نے مشکل وقت میں استقامت دکھائی تھی ان کے درجات بہت بلند ہیں۔ ان کا خاص مقام ہے۔ یہ ہیں جو مقربین بارگاہ ہیں۔

﴿ فِیْ جَنّٰتِ النَّعِیْمِ (۱۲) ﴾

''نعمت کی بہشتوں میں۔''

اعلیٰ درجے کی جنت جس کا ذکر سورۃ الرحمٰن میں ہوا تھا وہ ان کے لئے ہے۔ ظاہر ہے جنت کے احوال کا ہم پورے طور پر تصور ابھی نہیں کر سکتے۔ ہمارے تخیل کی ایک حد ہے۔ ہمارا شعور اور ادراک بڑا محدود ہے۔ لہٰذا جنت اور اُس کی نعمتوں کے لئے ایسے ہی الفاظ استعمال کیے جاتے ہیں جو کچھ کچھ ہمیں سمجھ میں آ جائیں۔ لیکن حقیقتاً وہ کیا شکلیں ہوں گی اور اس کی کیا کیفیت ہوگی، اس کا ہم ابھی پورے طور پر احاطہ نہیں کر سکتے۔

﴿ ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِیْنَ (۱۳) وَقَلِیْلٌ مِّنَ الْاٰخِرِیْنَ (۱۴) ﴾

''وہ بہت سے تو اگلے لوگوں میں سے ہوں گے، اور تھوڑے سے پچھلوں میں سے۔''

''السابقون'' درجہ کے جو مقربین ہیں، وہ کون ہیں؟ ان میں سے ایک بڑا گروہ اگلے لوگوں میں سے ہو گا۔ یعنی رسول کی دعوت پر شروع میں ایمان لانے والے جیسے حدیث کے مطابق تمام زمانوں میں سب سے بہتر زمانہ نبیؐ کا زمانہ ہے۔ پھر صحابہؓ کا زمانہ، پھر اُن لوگوں کا زمانہ جو اس کے بعد ہیں (یعنی تابعین کا زمانہ)۔ یہ اسلام کا خالصیت کے اعتبار سے سب سے اونچا دور ہے۔ اس کے بعد آہستہ آہستہ ہم زوال کی طرف آ گئے۔ بعض احادیث میں آنحضورﷺ نے خوشخبری دی ہے کہ آخری زمانے میں جب زوال کی انتہا ہو جائے گی اس وقت بھی ایک گروہ اللہ کے دین کے ساتھ مخلص ہوگا۔ ان کا بھی بہت اونچا مقام ہوگا۔ آج وہ دور آ گیا کہ ایمان پر ثابت قدمی بہت مشکل ہے۔ آپؐ نے فرمایا تھا: ''اسلام کی ابتدا بھی اجنبیت کی حالت میں ہوئی تھی اور عنقریب یہ پھر اجنبی ہو جائے گا، اسی طرح جیسے شروع میں تھا۔ پس خوشخبری ہے اجنبی بن کر جینے والوں کے لئے۔ یعنی مسلمان تو بہت ہوں گے لیکن اصل اسلام اجنبی ہو جائے گا۔ آج کل اسلام کے نام پر کچھ اور شعائر، کچھ اور طریقے اپنائے جا رہے ہیں۔ اصل اسلام جس پر صحابہؓ کاربند تھے، اُس سے روگردانی عام ہے۔ آج کے مسلمان نے کچھ معاملات میں طے کر لیا کہ یہاں تو اللہ کا حکم چلے گا، باقی زندگی کے معاملات زمانے کے چلن کے مطابق ہوں گے۔ اس اعتبار سے اس وقت بھی اسلام اجنبی ہے۔ ستر و حجاب کے شرعی احکام پر عمل کرنا آج بہت مشکل ہے۔ آج مسلمان معاشرے میں کوئی شخص طے کر لے کہ میں نے شرعی پردہ گھر میں نافذ کرنا ہے تو پوری برادری اُس کا بائیکاٹ کر دے گی۔ دوست اُس کے دشمن ہو جائیں گے۔ اگر آپ طے کر لیں کہ مجھے حرام سے بچنا ہے چاہے روکھی سوکھی کھانی پڑے تو سب سے پہلے گھر والے آپ کے مخالف ہوں گے۔ پھر خاندان والے سمجھائیں گے کہ عقل کے ناخن لو، کس زمانے میں بستے ہو، بچوں کو اعلیٰ تعلیم نہیں دلوانی، ڈیفنس میں پلاٹ نہیں حاصل کرنا، سب سمجھائیں گے۔ یہ کون ہیں؟ یہ بھی مسلمان ہیں۔ اصل اسلام اجنبی ہو چکا ہے۔ ان حالات میں ان لوگوں کے لئے بشارت ہے جو اسلام کے وفادار بن کر اجنبی ہونا قبول کر لیں، لوگوں کی گالیاں اور طعنے سب برداشت کریں لیکن حقیقی اسلام کے ساتھ Commited ہوں۔ آخری دور کے حوالے سے ایسے لوگوں کو بھی حضورﷺ نے خوشخبری دی ہے۔ ان مقربین بارگاہ کے لئے جنت میں کیا کیا نعمتیں ہوں گی، آگے اس کا ذکر ہے۔

﴿ عَلٰی سُرُرٍ مَّوْضُوْنَةٍ (۱۵) مُّتَّكِـِٕیْنَ عَلَیْهَا مُتَقٰبِلِیْنَ (۱۶) ﴾

''(لعل و یاقوت وغیرہ سے) جڑے ہوئے تختوں پر آمنے سامنے تکیہ لگائے ہوں گے۔''

اس دنیا میں بادشاہوں کا جو کرّ و فر ہوتا تھا، قیصر و کسریٰ جنہیں دنیا کی تمام نعمتیں حاصل ہوتی تھیں، اُس سے کہیں بڑھ کر نعمتیں اہل جنت کو وہاں ملیں گی۔ چونکہ اعلیٰ ترین شاہانہ انداز کے لئے ایک عام آدمی کا تصور اسی حد تک جا سکتا ہے اس لئے ان چیزوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ لیکن جنتوں کی اصل نعمتیں اس سے بہت آگے ہیں۔ ہم ان کا اپنے ذہن میں تصور بھی نہیں کر سکتے۔

﴿ یَطُوْفُ عَلَیْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُوْنَ (۱۷) ﴾

''نوجوان خدمت گار جو ہمیشہ (ایک ہی حالت میں) رہیں گے ان کے آس پاس پھریں گے۔''

اہل جنت کی خدمت کے لئے بڑے مستعد، چاق و چوبند خدمت گار ہوں گے۔ مفسرین کی رائے ہے کہ کفار و مشرکین کے وہ بچے جو بلوغت سے پہلے انتقال کر گئے، وہ بھی جنتی ہیں۔ اعلیٰ گھروں کے خدمت گاروں کو بھی ایک درجے میں ان تمام نعمتوں سے حصہ ملتا ہے۔ اسی طرح ان کی ڈیوٹی اہل جنت کی خدمت ہوگی اور وہ ایک جیسے ہوں گے۔ مطلب یہ کہ وہ ایک ہی عمر پر رہیں گے۔ یہ نہیں کہ اُن پر بڑھاپا طاری ہو جائے گا۔ یہی معاملہ اہل جنت کا بھی ہے کہ ان پر بڑھاپا طاری نہ ہوگا۔

آگے فرمایا کہ وہ ہاتھوں میں گلاس لے کر اہل جنت کو مشروب پیش کریں گے:

﴿ بِاَكْوَابٍ وَّاَبَارِیْقَ ۙ وَكَاْسٍ مِّنْ مَّعِیْنٍ (۱۸) ﴾

''یعنی آبخورے اور آفتابے اور صاف شراب کے گلاس لے لے کر۔''

اس شراب کی کیفیت کیا ہوگی۔

﴿ لَّا یُصَدَّعُوْنَ عَنْهَا وَلَا یُنْزِفُوْنَ (۱۹) ﴾

''اس سے نہ تو سر میں درد ہوگا اور نہ ان کی عقلیں زائل ہوں گی۔''

قرآن میں ایک اور جگہ بھی یہ بات آئی ہے کہ جنت کی شراب میں تلخی نہیں ہوگی۔ شراب کہتے ہیں مشروب کو۔ دنیا میں شراب کا جو تصور ہے اس میں بہت ساری قباحتیں ملی ہوئی ہیں۔ اس میں تلخی ہے، اس کو پی کر انسان اپنا توازن قائم نہیں رکھ سکتا اور عقل سے بھی کچھ دیر کے لئے ہاتھ دھو بیٹھتا ہے۔ اس کے برعکس جنت میں جو ایک اعلیٰ ترین مشروب ہوگا، اس میں یہ چیزیں نہیں ہوں گی۔

﴿ وَفَاكِهَةٍ مِّمَّا یَتَخَیَّرُوْنَ (۲۰) وَلَحْمِ طَیْرٍ مِّمَّا یَشْتَهُوْنَ (۲۱) ﴾

''اور میوے، جس طرح کے ان کو پسند ہوں، اور پرندوں کا گوشت جس قسم کا ان کا جی چاہے۔''

قرآن حکیم میں اللہ اپنے پرہیزگار بندوں کے لئے ان نعمتوں کا ذکر کیوں کرتا ہے؟ پچھلی مرتبہ میں تفصیل سے عرض کر چکا ہوں کہ متقی شخص وہ ہے جس نے دنیا میں رہتے ہوئے حرام کاری اور حرام خوری سے اپنے آپ کو روئے رکھا، جو گناہ سے رکا رہا۔ مواقع تو تھے کہ اپنے بچوں کو اعلیٰ سے اعلیٰ کھانے کھلائے، لیکن اس وجہ سے نہیں کھلایا کہ مجھے حرام سے رکنا ہے، روکھی سوکھی پر خود بھی گزارا کیا اور بچوں کو بھی گزارا کروایا۔ ایسے لوگوں کے لئے انعام تو ہونا چاہیے کہ جنت میں اعلیٰ ترین کھانے اور لذت و آسائش کے دوسرے سامان ان کو دیئے جائیں۔

﴿ وَحُوْرٌ عِیْنٌ (۲۲) كَاَمْثَالِ اللُّؤْلُؤِ الْمَكْنُوْنِ (۲۳) جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ (۲۴) ﴾

''اور بڑی بڑی آنکھوں والی حوریں، جیسے (حفاظت سے) تہ کئے ہوئے (آبدار) موتی، یہ ان کے اعمال کا بدلہ ہے جو وہ کرتے تھے۔''

جنت میں حوروں کا تذکرہ اسی حوالے سے ہے کہ یہ

انعام حرام سے بچنے کا ہے۔ سورۃ رحمٰن میں ہم پڑھ چکے ہیں اور یہاں پر بھی آیا ہے۔ یہ ان کے اعمال کا بدلہ ہے۔

﴿ لَا یَسْمَعُوْنَ فِیْهَا لَغْوًا وَّلَا تَاْثِیْمًا (۲۵) اِلَّا قِیْلًا سَلٰمًا سَلٰمًا (۲۶) ﴾

"وہاں نہ بے ہودہ بات سنیں گے اور نہ گالی گلوچ، ہاں ان کا کلام سلام سلام (ہوگا)۔"

ایک شخص جو فطرت سلیم رکھتا ہو وہ چھوٹی سی گالی بھی سنتا ہے تو اس کی طبیعت مکدر ہو جاتی ہے۔ کسی بات کو بیان کرنے کا ایک انداز ہوتا ہے کہ اچھے سلیقے سے بیان کیا جائے۔ اسی بات کو اگر بھونڈے انداز سے بیان کیا جائے تو طبیعت مکدر ہو جاتی ہے۔ وہاں اس قسم کی کوئی کوفت نہیں ہو گی کہ کوئی بُری بات، کوئی معیار سے گری ہوئی بات سننے کو ملے۔ دنیا میں تو آپ کو سننی پڑتی ہیں، ہر قسم کے لوگوں سے واسطہ رہتا ہے۔ آپ خود کتنا بچتے رہیں آپ کے کانوں میں تو پڑتی رہیں گی۔ جنت کی نعمتوں کا ایک لیول یہ بھی ہے کہ کوئی معیار سے گری ہوئی بات سننے کو بھی نہیں ملے گی۔

﴿ وَاَصْحٰبُ الْیَمِیْنِ ۙ مَآ اَصْحٰبُ الْیَمِیْنِ (۲۷) ﴾

"اور داہنے ہاتھ والے (سبحان اللہ) داہنے والے کیا (ہی عیش میں) ہیں۔"

اہل جنت کو دو گروہوں میں تقسیم کیا گیا۔ ایک تو مقربین ہیں جن کا تذکرہ پیچھے ہو چکا ہے اور اس کے بعد دوسرے درجے میں عام لوگ ہیں جن کو دائیں ہاتھ میں اعمال نامہ تھمایا جائے گا۔ یہاں یہ بھی نوٹ کر لیجیے کہ مسلمان تو بہت بڑی تعداد میں ہوں گے لیکن کامیاب وہی ہوگا جس کا اعمال نامہ دائیں ہاتھ میں تھمایا جائے گا۔ جنت صرف اسے ملے گی اور وہی کامیاب قرار پائے گا۔ پوری پوری اُمتوں کو نہیں کہا گیا کہ کامیاب ہوں گی بلکہ اس میں منتخب کردہ اصحاب الیمین ہوں گے یعنی ان کے دائیں ہاتھ میں ان کا اعمال نامہ ہوگا۔

﴿ فِیْ سِدْرٍ مَّخْضُوْدٍ (۲۸) وَّطَلْحٍ مَّنْضُوْدٍ (۲۹) وَّظِلٍّ مَّمْدُوْدٍ (۳۰) وَّمَآءٍ مَّسْكُوْبٍ (۳۱) وَّفَاكِهَةٍ كَثِیْرَةٍ (۳۲) ﴾

"(یعنی) بے خار کی بیریوں، اور تہہ بتہہ کیلوں اور لمبے لمبے سایوں اور پانی کے جھرنوں اور میوہ ہائے کثیرہ (کے باغوں) میں۔"

بیر یا بیری کا ذکر قرآن مجید میں کئی اور مقامات کے علاوہ سدرۃ المنتہٰی کے حوالے سے بھی آیا ہے۔ لیکن اس بیر کو ہم اپنے بیر پر قیاس نہیں کر سکتے۔ جنت کے بیر بغیر کانٹوں کے ہوں گے۔ یہ نہیں کہ اسے اتارنے کے لئے کسی شخص کو پہلے ہاتھ زخمی کرنا پڑیں۔ ہر چیز آدمی کی رسائی میں ہوگی۔

﴿ لَّا مَقْطُوْعَةٍ وَّلَا مَمْنُوْعَةٍ (۳۳) ﴾

"جو نہ کبھی ختم ہوں گے اور نہ ان سے کوئی روکے۔"

یہ چیزیں دستیاب بھی ہیں اور کسی پر پابندی نہیں کہ آپ اس تک پہنچ نہیں سکتے۔ جیسے ہمارے ہاں بہت سی چیزیں ممنوع ہو جاتی ہیں، ڈاکٹر اور حکیم منع کر دیتے ہیں کہ یہ نہیں کھا سکتے، وہاں ایسا کوئی مسئلہ نہیں ہوگا۔

﴿ وَّفُرُشٍ مَّرْفُوْعَةٍ (۳۴) اِنَّآ اَنْشَاْنٰهُنَّ اِنْشَآءً (۳۵) فَجَعَلْنٰهُنَّ اَبْكَارًا (۳۶) عُرُبًا اَتْرَابًا (۳۷) لِّاَصْحٰبِ الْیَمِیْنِ (۳۸) ﴾

"اور اُونچے اُونچے فرشوں میں ہم نے ان (حوروں) کو پیدا کیا، تو ان کو کنواریاں بنایا (اور شوہروں کی) پیاریاں اور ہم عمر (یعنی) داہنے ہاتھ والوں کے لئے۔"

یہ نعمتیں اصحاب الیمین کے لئے ہیں۔ جنت کے حوالے سے حوروں کا ذکر ہے۔ ان کے لیے الفاظ مختلف ہیں، لیکن انہیں کسی نے اس سے پہلے چھوا تک نہیں ہوگا اور جو خیموں میں رہنے والیاں ہوں گی۔

﴿ ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِیْنَ (۳۹) وَثُلَّةٌ مِّنَ الْاٰخِرِیْنَ (۴۰) ﴾

"(یہ) بہت سے تو اگلے لوگوں میں سے ہیں، اور بہت سے پچھلوں میں سے۔"

یہ جو جنت کا دوسرا درجہ ہے مقربون سے نیچے والا اصحاب یمین کا۔ فرمایا کہ ایک بڑا گروہ ان پر مشتمل ہوگا۔ یعنی اوّلین میں سے بھی ایک بڑا گروہ اور پچھلے لوگوں میں سے بھی ایک بڑا گروہ ہوگا۔ تعداد میں دائیں ہاتھ والے نسبتاً زیادہ ہوں گے جبکہ مقربین کم ہیں۔ بہر حال اس گروہ میں شروع کے دور کے لوگ بھی ہوں گے اور بعد کے دور کے لوگ بھی۔

آگے اہل جہنم کا تذکرہ ہے۔ جنہیں بائیں ہاتھ میں اعمال نامہ تھمایا جائے گا۔ یہ بہت بڑی تعداد ہوگی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس سے محفوظ رکھے، (آمین)۔ فرمایا:

﴿ وَاَصْحٰبُ الشِّمَالِ ۙ مَآ اَصْحٰبُ الشِّمَالِ (۴۱) ﴾

"اور بائیں ہاتھ والے (افسوس) بائیں ہاتھ والے کیا (ہی عذاب میں) ہیں۔"

﴿ فِیْ سَمُوْمٍ وَّحَمِیْمٍ (۴۲) وَّظِلٍّ مِّنْ یَّحْمُوْمٍ (۴۳) لَّا بَارِدٍ وَّلَا كَرِیْمٍ (۴۴) ﴾

"(یعنی دوزخ کی) لپٹ اور کھولتے ہوئے پانی میں اور سیاہ دھوئیں کے سائے میں (جو) نہ ٹھنڈا (ہے) نہ خوش نما"

بظاہر سایہ نظر آ رہا ہوگا لیکن وہ ایسا دبیز دھواں ہے جس میں کسی خیر اور افادیت کا کوئی پہلو نہیں ہے۔

﴿ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَبْلَ ذٰلِكَ مُتْرَفِیْنَ (۴۵) ﴾

"یہ لوگ اس سے پہلے عیش نعیم میں پڑے ہوئے تھے"

دنیا میں انہوں نے اللہ کی نعمتوں سے خوب فائدہ اٹھایا۔ حلال و حرام کی کوئی قید نہیں رکھی۔ دنیا میں اللہ کی نعمتوں سے بلا تخصیص فائدہ اٹھایا۔

﴿ وَكَانُوْا یُصِرُّوْنَ عَلَى الْحِنْثِ الْعَظِیْمِ (۴۶) ﴾

"اور وہ گناہ عظیم پر اڑے ہوئے تھے۔"

"بڑا گناہ" عام طور پر شرک کو کہا جاتا ہے اور شرک صرف یہی نہیں ہے کہ ہم یہ کہیں کہ اللہ کے ساتھ اور بھی کوئی مختار ہے، کائنات میں کوئی اور با اختیار ہستی ہے۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں: ہلاک ہو گیا درہم و دینار کا بندہ۔ پس دولت پرستی بھی شرک ہے۔ قرآن حکیم میں شرک کے حوالے سے آیا ہے کہ: ﴿ اَرَءَیْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ ط الفرقان: 43﴾ "کیا تم نے اس شخص کو دیکھا جس نے خواہش نفس کو معبود بنا رکھا ہے؟" خواہش نفس جو ابھر رہی ہے اسے پورا کرنا اگر مقصد حیات ہے تو یہ شرک ہے، کیونکہ ایسے شخص کو کوئی پروا نہیں ہوتی کہ کیا حلال ہے، کیا حرام ہے؟ کیا جائز ہے کیا ناجائز۔ گویا اس نے نفس کی پوجا کی۔ اسی طرح جس نے مال کو ہی اپنا دیوتا بنا رکھا ہے، اسے کوئی پروا نہیں ہے کہ جائز طریقہ سے ملے یا ناجائز سے ملے، بس مال حاصل کرنا ہے، خواہ کسی کی حق تلفی ہی کیوں نہ ہو، بس پیسہ آنا چاہیے۔ مریض کی تکلیف سے فائدہ اٹھا کر پیسہ بٹور سکوں، ادویات میں ملاوٹ کر کے پیسے حاصل کرلوں اور بے شمار لوگوں کی موت کا میں ذمہ دار بن جاؤں، مجھے اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ ایسے لوگوں کو نبی اکرم ﷺ نے عبدالدرہم اور عبدالدینار کہا ہے۔ یہ درہم کی بندگی بھی شرک کی ایک قسم ہے۔

﴿ وَكَانُوْا یَقُوْلُوْنَ ۙ اَىِٕذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ (۴۷) اَوَ اٰبَآؤُنَا الْاَوَّلُوْنَ (۴۸) ﴾

"اور کہا کرتے تھے کہ بھلا جب ہم مر گئے اور مٹی ہو گئے اور ہڈیاں (ہی ہڈیاں رہ گئے) تو کیا ہمیں پھر اٹھنا ہوگا، اور کیا ہمارے باپ دادا کو بھی۔"

اس آیت میں ان لوگوں کا ذکر ہے جنہیں آخرت پر یقین نہیں تھا، جنہوں نے آخرت کو اپنا سنجیدہ مسئلہ نہیں سمجھا۔ ایک تو وہ لوگ ہیں جو ڈٹ کر انکار کر دیتے ہیں کہ کوئی آخرت نہیں ہے لیکن دوسری طرف خود مسلمانوں میں ایسے لوگ موجود ہیں، جو بظاہر آخرت کا انکار نہیں کرتے لیکن ان کا عمل گواہی دیتا ہے کہ آخرت پر ان کا کوئی یقین نہیں ہے۔ جیسے آج کل ہمارے دانشوروں کا شیوہ ہے کہ نجی محفلوں میں صاف صاف آخرت کا انکار ہوتا ہے، آخرت کے حوالے سے طنزیہ

جملے کہے جاتے ہیں۔اس اعتبار سے مسلمانوں میں بھی ایسے لوگ موجود ہیں جو زبان سے انکار کر رہے ہیں۔ لیکن ایسے تو بہت زیادہ ہیں جو اپنے عمل سے بتاتے ہیں کہ ہمیں دنیا سے غرض ہے آخرت کی کوئی پروا نہیں، بس دنیا میں سب کچھ مل جائے۔

﴿ قُلْ اِنَّ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ (۴۹) لَمَجْمُوْعُوْنَ لا اِلٰی مِیْقَاتِ یَوْمٍ مَّعْلُوْمٍ (۵۰) ثُمَّ اِنَّکُمْ اَیُّهَا الضَّآلُّوْنَ الْمُکَذِّبُوْنَ (۵۱) لَاٰکِلُوْنَ مِنْ شَجَرٍ مِّنْ زَقُّوْمٍ (۵۲)﴾

”کہہ دو کہ بیشک پہلے اور پچھلے (سب) ایک روزِ مقرر کے وقت پر جمع کئے جائیں گے۔ پھر تم اے جھٹلانے والے گمراہو! تھوہر کے درخت کھاؤ گے۔“

﴿ فَمَالِئُوْنَ مِنْهَا الْبُطُوْنَ (۵۳)﴾

”اور اسی سے پیٹ بھرو گے۔“

اس لیے کہ بھوک کی شدت جب انتہا کو ہو جائے گی تو اسی کو چبانے اور اسی کو کھانے پر مجبور ہو جاؤ گے۔

﴿ فَشٰرِبُوْنَ عَلَیْهِ مِنَ الْحَمِیْمِ (۵۴) فَشٰرِبُوْنَ شُرْبَ الْهِیْمِ (۵۵)﴾

”اور اس پر کھولتا ہوا پانی پیو گے، اور پیو گے بھی اس طرح جیسے پیاسے اونٹ پیتے ہیں۔“

قرآن میں ایک اور جگہ پر آیا ہے کہ وہ پانی ایسا گرم ہوگا جو انتڑیوں کو اندر سے کاٹ کے رکھ دے گا۔عرب اس کو خوب سمجھتے تھے کہ اونٹوں کو بعض اوقات کوئی بیماری لگ جاتی ہے کہ وہ پانی پیتے ہیں لیکن پیاس نہیں بجھتی۔ظاہر ہے کہ اونٹ کی ایک خاص استعداد ہے اور وہ کتنا ہی پانی چڑھا جاتا ہے، لیکن پیاسا اونٹ جس کو یہ بیماری ہو وہ پانی پینے پر مجبور ہوتا ہے اور پیتا چلا جاتا ہے۔ لیکن تشنگی ختم نہیں ہوتی یہی حال اہل جہنم کا ہوگا۔

﴿ هٰذَا نُزُلُهُمْ یَوْمَ الدِّیْنِ (۵۶)﴾

”جزا کے دن یہ ان کی ضیافت ہوگی۔“

ابتدائی طور جو مہمان نوازی کی جاتی ہے اسے نزل کہتے ہیں۔قرآن میں جنت کی جو نعمتیں بتائی گئی ہیں یہ سب بھی نزل کے درجے میں ہیں۔اصل نعمتیں تو انسان کو سمجھ نہیں آسکتی ہیں۔ان کے بارے میں آج ہم سوچ بھی نہیں سکتے۔ان کی کیفیت تو اسی وقت معلوم ہوگی۔اسی طرح جہنم میں جو کچھ سزا کے طور ملے گا وہ بھی گویا نزل ہوگا۔اصل سختیاں تو آدمی کے وہم وگمان میں بھی نہیں آسکتیں۔اللہ ہمیں جنت کی سدابہار نعمتیں عطا کرے اور جہنم کی ان سختیوں سے محفوظ رکھے۔(آمین) (مرتب: فرقان دانش)

☆☆☆☆☆

پریس ریلیز 07-اپریل 2013ء — حافظ عاکف سعید

پاکستان کے بحرانوں کا واحد حل اسلامی نظام ہے، انتخابات پاکستان کو مسائل سے نہیں نکال سکتے

پاکستان کے بحرانوں کا واحد حل اسلامی نظام ہے۔اسلام کے بغیر انتخابات کے منصفانہ انعقاد سے بھی ملک ان مسائل سے نہیں نکل سکتا۔ یہ بات امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید نے قرآن آڈیٹوریم لاہور میں ایک مذاکرہ کے دوران حاضرین سے خطاب کرتے ہوئے کہی۔ یہ مذاکرہ ”کیا انتخابات پاکستان کو بحرانوں سے نکال سکیں گے؟“ کے موضوع پر منعقد کیا گیا تھا۔امیر تنظیم اسلامی نے کہا کہ مسلمان قوم بالخصوص پاکستانی مسلمانوں کے عروج وزوال کے پیمانے دوسری اقوام سے بالکل مختلف ہیں۔ پاکستان کے اتحاد واستحکام کی واحد اساس اسلام ہے۔ ہمارے مسائل کی وجہ اسلام سے روگردانی ہے۔ قیام پاکستان کے بعد ہم دو قومی نظریے سے منحرف ہو گئے اور قوم مختلف قومیتوں میں بٹ گئی، جس کے نتیجہ میں صوبائیت اور علاقائیت کے تعصّبات اس قدر طاقتور ہو گئے ہیں کہ خواہ پورا ملک اندھیرے میں ڈوب جائے، کھیت سوکھ جائیں، بھارت ہمارے دریاؤں کا پانی روک لے لیکن کالاباغ ڈیم نہیں بن سکتا۔انہوں نے کہا کہ سیکولرازم پاکستان کی نفی ہے اور بدقسمتی سے قوم کی بڑی تعداد سیکولرازم کو مذہب کی حیثیت سے اختیار کر چکی ہے۔حافظ عاکف سعید نے دینی جماعتوں سے اپیل کی کہ میں وہ انتخابات کی دلدل سے باہر نکل آئیں۔ کیونکہ 65 سالہ ملکی تاریخ گواہ ہے کہ جاگیرداری اور برادری ازم کے باعث اس راستے سے نفاذِ شریعت ممکن نہیں۔اس کی واضح مثال ماضی میں ایم ایم اے کی کامیابی ہے کہ وہ اسمبلیوں میں پہنچ کر بھی اسلام کی خدمت نہ کر سکے۔امیر تنظیم اسلامی نے کہا کہ پاکستان کے موجودہ حالات میں نفاذِ شریعت کے لیے بلٹ کا راستہ بھی قابل عمل نہیں۔اگرچہ امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک فاسق وفاجر مسلمان حکمران کے خلاف خروج ہو سکتا ہے، لیکن ایسا کرنے والی جماعت کے پاس اتنی قوت ہونا ضروری ہے کہ ان کی کامیابی یقینی ہو۔دورِ حاضر میں فوج، جدید اسلحہ، پولیس اور فضائیہ کے مقابلے میں نہتے عوام بظاہر کامیاب نہیں ہو سکتے۔انہوں نے کہا کہ آج کے دور میں ضرورت اس بات کی ہے کہ ایسی منظم انقلابی جماعت کے کارکن جنھوں نے اپنی ذات اور گھروں میں اسلام نافذ کر رکھا ہو نفاذِ اسلام کے لیے پُرامن احتجاجی تحریک چلائیں جو اپنی جانیں دینے کو تیار ہوں لیکن نہ کسی کی جان لیں اور نہ ہی توڑ پھوڑ کریں۔اسی سے تبدیلی ممکن ہے۔اس حوالے سے پاکستان کی وکلاء تحریک اور انقلاب ایران کی مثالیں ہمارے سامنے ہیں۔تاہم یہ بات بھی پیش نظر رہنی چاہیے کہ بغیر تیاری کیے محض نعرہ لگا کر عوام کے ہجوم کو اکٹھا کر لینے سے بھی یہ کام نہیں ہو سکتا۔

12 اپریل 2013ء

انتخابی مشینری نے آئین کے آرٹیکل 63,62 کو مذاق بنا دیا ہے

جعلی ڈگری ہولڈرز، قرض نادہندگان اور شراب نوشی کا کھلے عام اعتراف کرنے والوں کو انتخابات میں حصہ لینے کی اجازت دینا ناقابل فہم اور افسوس ناک ہے

انتخابی مشینری نے آئین کے آرٹیکل 63,62 کو مذاق بنا دیا ہے۔یہ بات تنظیم اسلامی کے امیر حافظ عاکف سعید نے قرآن اکیڈمی لاہور میں خطبہ جمعہ کے دوران کہی۔انہوں نے کہا کہ آئین کی ان دفعات کے مطابق ہر شخص جو کسی قومی یا صوبائی اسمبلی کے لئے امیدوار ہو اُسے اسلام کی بنیادی معلومات حاصل ہونی چاہیے علاوہ ازیں اُسے امین اور صادق ہونا چاہیے۔جعلی ڈگری ہولڈرز، قرض نادہندگان اور شراب نوشی کا کھلے عام اعتراف کرنے والوں کو انتخابات میں حصہ لینے کی اجازت دینا ناقابل فہم اور افسوس ناک ہے۔اُنہوں نے کہا کہ یوں محسوس ہوتا ہے، کہ جو لوگ آئین کی 63,62 دفعات کی مخالفت کر رہے ہیں گویا وہ یہ مطالبہ کر رہے ہیں کہ اسمبلی ممبر کو بنیادی اسلامی تعلیمات سے ناآشنا ہونا چاہیے، اُنہیں امین اور صادق نہیں بلکہ خائن اور کاذب ہونا چاہیے۔اُنہوں نے کہا کہ پہلے ہی بددیانت اور بدعنوان اسمبلی ممبروں نے ملک کو اس حالت تک پہنچایا ہے کہ اُس کی سلامتی اور بقا ایک سوالیہ نشان بن گئی ہے۔دہشت گردی اور ٹارگٹ کلنگ سے لوگ مارے جا رہے ہیں۔ملک کے اکثر حصوں میں امن وامان عنقا ہو چکا ہے اور ہر طرف لوٹ مچی ہوئی ہے۔اُنہوں نے کہا کہ حالات بتا رہے ہیں کہ جس کردار کے حامل لوگوں کو انتخابات میں حصہ لینے کی اجازت دی جا رہی ہے، اُس سے نہ صرف صورتِ حال میں کوئی بہتری ہوتی نظر نہیں آتی بلکہ عین ممکن ہے ملکی حالات مزید بگڑ جائیں اور صورت حال ناقابل اصلاح ہو جائے۔

(جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشرواشاعت، تنظیم اسلامی پاکستان)

مٹی کے چراغ

عامرہ احسان
amira.pk@gmail.com

میدان انتخابات میں ہاہاکار مچی ہوئی ہے۔ زبردست دھول اڑ رہی ہے۔ گزشتہ سالوں میں جس نظریۂ پاکستان کو روشن خیالوں نے گہرا دفن کر دیا تھا وہ یکا یک کوڑا بن کر اُمیدواروں کے سر پر برس رہا ہے! چہروں سے نقاب سرک رہے ہیں۔ جعلسازی ہر میدان میں سکہ رائج الوقت بنی رہی۔ این آر او سے بڑھ کر جعلسازی اور نظریۂ پاکستان سے دھوکہ بازی اور کیا ہوگی۔ اسلام سپریم لاء اور ریاست کا تشخص تو آئین کی رو سے گزشتہ تاریک دور میں بھی تھا۔ جب اسلام کے تمام بنیادی اصولوں، اصول ہائے صلح و جنگ، مسلمان رعایا کے حقوق کی پامالی ڈنکے کی چوٹ ہوتی رہی۔ کیا ہمسایہ مسلمان ریاست کے خلاف عالمی صلیبی جنگ کا متحرک ترین اتحادی بننا نظریۂ پاکستان (اسلام) کے خلاف نہیں تھا؟ مسلمانوں کی اعلیٰ تعلیم یافتہ سائنسدان بیٹی کو دشمنوں کے ہاتھ بیچنا نظریے کی بیخ کنی نہیں؟ کیا لال مسجد آپریشن اور قبائل پر اپنی مسلم فوج کو چڑھا دینا آئین سے غداری نہ تھی؟ ٹیلی ویژن کے 74 چینل اور اخبار و رسائل پر نیم برہنہ عورتوں کی نمائش، حیا باختہ پروگرام اشاعتِ فحش پر اسلام کے قانون اور مؤقف (النور:19) کے کھلم کھلا مخالف اور متصادم نہ تھے؟ کیا اپنے شہریوں کو ماورائے عدالت و قانون امریکہ کی خوشنودی کے لیے باعمل مسلمان ہونے کی پاداش میں لاپتہ کر دینا یا بوری بند لاشوں میں بدل دینا آئین، نظریۂ پاکستان کی خلاف ورزی نہ تھی؟ آئینی دفعات 63,62,31 مذکورہ بالا تمام حالات کو خاموش تکتی رہیں! اب جعلی ڈگری کیس ہوئے تو نا اہلی پر سیاستدانوں کو بے توقیر کیے جانے کا واویلا ہو رہا ہے۔ دیگ کا ایک دانہ چکھا تو سب بلبلا اُٹھے! مسلم ریاست کی 'مجلس شوریٰ' کے ارکان بننے کے متمنی حضرات سے جو سوال پوچھے گئے (جن پر شور اٹھا) ان کی پیچیدگی ملاحظہ ہو! مثلاً یہ کہ دن میں نمازیں کتنی ہیں! (جو یہاں بسنے والے عیسائیوں کو بھی پتہ ہوگا لیکن الیکشن کمیشن نے اب ان مشکل 'اسلامی سوالات' پر پابندی لگا دی ہے) دس سال کی عمر سے لاگو ہونے والے فرض کی بنیادی معلومات کے سوالات پر اُمیدواران تڑپ اُٹھے۔ مثلاً فجر میں کتنے فرض ہیں'۔ دُعائے قنوت سنایئے'! اُمیدواران کی ذہنی عمر اگر سات سال سے کم ہے جس کے نتیجے میں نمازوں کے فرائض بتانے یا دعائے قنوت سنانے (روزانہ وتر کا حصہ ہے!) پر واویلا ہے تو کیا حرج ہے کہ وہ اگلی ٹرم کا انتظار کریں۔ نماز کی عمر کو پہنچیں گے تو 18 کروڑ مسلمانوں کی نمائندگی کا حق پا جائیں گے۔ یا وہ جن کے نزدیک شراب نوشی اور اس کا فخریہ تذکرہ گناہ کبیرہ نہیں، ایک ٹرم وہ بھی دین کا علم جو ہر مسلمان پر فرض ہے کسی درجے میں حاصل کر لیں تاکہ 18 کروڑ اسلامیان پاکستان کا نمائندہ فرد قرار پا سکیں۔

میدانِ انتخابات میں جو جوڑ توڑ نرے سیاسی مفادات کے تحت چل رہے تھے پس پردہ، وہ بھی کچھ کم تکلیف دہ نہیں۔ پانچ سال لوٹ مار، دھینگا مشتی میں گزار کر اب نہا دھو کر بے شمار 'معصوم' پاک پوتر بن کر دوسری پارٹیوں میں جا بیٹھے۔ نئی پارٹی، نیا مینڈیٹ، نئی لوٹ مار کی نوید لے کر آ رہے تھے کہ یکا یک رنگ میں بھنگ پڑ گیا۔ اس پر مستزاد خالی خانہ ووٹ کا حصہ بن رہا ہے، اور مسئلہ تو یہ ہے کہ 'خانۂ خالی را دیو می گرد' کے مصداق ایسے انتخابات کو کہیں خالی خانے کا آسیب ہی نہ چمٹ جائے۔ آخر گزشتہ 12 سال (بشمول این آر او جمہوریت) عوام نے کافی 'دکھے' کھا لی ہے۔ عوام کھول اُٹھے ہیں کہ ہمیں کہاں تک احمق بناؤ گے؟ اب اُمیدواران کی کیمروں کے روبرو سوالوں کے ہاتھوں بنتی درگت پر تشویش و تکلیف زبردست ہے۔ اگرچہ یہی کیمرے تھے، جن کے ہاتھوں یہ پانچ سال عوام کے آگے رات کو دن بنا کر دکھاتے اور سمع خراشی کرتے رہے۔ اب یکا یک بھونچکے رہ گئے۔ یہ الگ سوال ہے کہ آئین کی شقیں یکا یک متحرک اور مؤثر کیوں ہو گئیں۔ عوام اعتماد کھو چکے ہیں۔ ہر عمل سے سازش کی بو آنے لگتی ہے۔ بے دین کٹر سیکولر مغرب نواز نگران حکومتیں (وفاقی و صوبائی) امریکہ کی مرضی اور ضرورت کے عین مطابق ہیں۔ یہ الگ بات ہے کہ اس وقت امریکہ کو ''شمالی کوریا'' کی دھمکیاں دہلائے دے رہی ہیں! دنیا بھر کے کمزور ممالک کی سلامتی سے کھیلنے والا ایک چھوٹے سے ملک کے ہاتھوں ہوش گم کردہ بیٹھا ہے! ایسے میں ہمیں اگر کھلی ہوا میں سانس لینے کی (امریکی دباؤ سے آزاد) چند گھڑیاں میسر آ جائیں تو امین و صادق کے الفاظ میں حقیقت کا رنگ بھرنے والوں کو یاد کر لینے میں کیا حرج ہے! یونان کے کھنڈرات سے برآمد شدہ جمہوریت کا دم بھرا جا سکتا ہے تو ربِ کائنات کے فرستادہ نبی کریم ﷺ جو نظام سیاست صرف 1400 سال پیشتر دے کر گئے، اس کی یاد پر پہرے کیوں بٹھائے جائیں؟ اس پر قدامت پرستی کی پھبتی کیوں کسی جائے، سات آسمانوں کے رب کی وحی سے مستنیر ریاست کا ایک جگمگاتا باب سیدنا عمرؓ کی خلافت کا ہے۔ تین براعظموں پر پھیل جانے والی عظیم مسلم ریاست کا امیر المومنین اپنے سپہ سالار امین الامت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ، کو ہدایات بصورتِ مکتوب بھیج رہے ہیں۔ 'میں تمہیں اس خدا سے ڈرنے کی تلقین کرتا ہوں جو ہمیشہ رہنے والا ہے اور جس کے سوا ہر شے فانی ہے۔ جس نے ہمیں گمراہی سے نکال کر سیدھا راستہ دکھایا اور اندھیرے سے نکال کر روشنی میں لا کھڑا کیا...... دنیا کے ٹھاٹھ باٹھ سے نظریں ہٹا لو اور دنیا کی محبت دل میں نہ آنے دو۔ خبردار کہیں ایسا نہ ہو کہ دنیا کی محبت تمہیں ہلاک کر دے جس طرح پچھلی قوموں کو ہلاک کیا ہے'۔ یہ حکمران اپنا خوف، قیصر روم (اس وقت کا امریکہ) کا خوف لاگو نہیں کر رہا۔ اللہ کا خوف جو انفرادی و اجتماعی زندگی کو منور کر دیتا ہے،

(باقی صفحہ 12 پر)

امین الملت: سلطان محمود غزنوی

فرقان دانش

نام ونسب

سلطان محمود 9 محرم 357 ہجری بمطابق 2 اکتوبر 971ء افغانستان کے شہر غزنی میں پیدا ہوئے۔ اُن کے والد کا نام سبکتگین تھا۔ سبکتگین خراسان کے گورنر الپتگین کے غلام اور بعض روایات کے مطابق داماد بھی تھے۔ الپتگین نے 357ھ میں غزنی کی علیحدہ حکومت قائم کر لی تھی۔ پندرہ سال حکومت کے بعد الپتگین انتقال کر گئے تو اُن کا بیٹا ابواسحٰق تخت نشین ہوا۔ وہ دو برس حکومت کر کے لاولد فوت ہو گیا تو سبکتگین نے غزنی کی حکومت سنبھالی۔ اس وقت محمود کی عمر نو برس تھی۔ روایات کے مطابق یہ وہی سبکتگین ہے جس نے ایک ہرن کے بچے کو پکڑ لیا تھا لیکن اس کی ماں کی بے قراری دیکھ کر اسے چھوڑ دیا تھا۔

تخت نشینی:

محمود 9 سال کی عمر میں باپ کے ساتھ کئی مہمات میں شامل رہے اور سیاسیات کا بھی مشاہدہ کرتا رہے۔ سبکتگین کی وفات کے وقت محمود اور ایک بھائی نصر غزنی سے دُور تھے۔ لہٰذا سبکتگین نے اپنے بیٹے اسماعیل کو تخت نشین کر دیا۔ اسماعیل دونوں بھائیوں سے چھوٹے تھے۔ جبکہ محمود کی عمر اس وقت 30 سال کے لگ بھگ تھی۔ محمود کو اس معاملے کا پتہ چلا تو انہوں نے بھائی کو سمجھایا کہ تم ابھی چھوٹے ہو، سلطنت کا انصرام نہ سنبھال سکو گے، اس لئے میرے حق میں دستبردار ہو جاؤ۔ سابقہ کارناموں کی وجہ سے اہالیانِ غزنی کا بھی خیال تھا کہ محمود ہی حکومت کے لائق ہے۔ محمود نے اسماعیل کو غزنی کی حکومت کے بدلے بلخ وخراسان کی حکومت کی پیش کش بھی کی مگر اسماعیل نے چند درباریوں کے مشورے کے باعث یہ تجویز منظور نہ کی۔ دونوں بھائیوں میں لشکر کشی کی نوبت آ گئی۔ میدان محمود کے ہاتھ رہا اور اسماعیل کو قید کر کے جرجان بھیج دیا گیا۔ سلطان محمود غزنوی نے تخت حکومت سنبھالتے ہی سب سے پہلے حکومت کی بنیادیں مضبوط کرنے کی طرف توجہ دی اور ان ممالک اور علاقوں پر قبضہ کرنے کی کوشش کی جو سلطنت کے اقتدار کو نقصان پہنچا سکتے تھے۔

توسیع سلطنت

شمال میں محمود نے خوارزم اور بخارا پر قبضہ کر لیا اور سمرقند کے علاقے کے چھوٹے چھوٹے حکمرانوں نے اُن کی اطاعت قبول کر لی۔ اس سے پہلے بخارا اور ثمرقند، کاشغر کے ایلک خانی حکمرانوں کے قبضے میں تھے اور خوارزم میں ایک چھوٹی سی خودمختار حکومت آل مامون کے نام سے قائم تھی۔ جنوب میں انہوں نے رے، اصفہان اور ہمدان فتح کر لیے جو بنی بویہ کے قبضے میں تھے۔ مشرق میں اس نے قریب قریب وہ تمام علاقہ اپنی سلطنت میں شامل کر لیا جو اب پاکستان کہلاتا ہے۔

لاہور کی حکومت کے ہندو راجہ بار بار خراج دینا بند کر دیتے تھے اور ہندوستان کے راجاؤں سے مدد لے کر محمود کے مقابلے پر آ جاتے تھے۔ محمود نے ان سب کو کئی بار شکست دی اور آخر تنگ آ کر 412ھ میں لاہور کی حکومت کو براہ راست سلطنت میں شامل کر لیا۔ محمود نے ان راجاؤں کے علاقوں پر بھی حملہ کیا جو لاہور کے راجہ کی مدد کیا کرتے تھے۔ اس طرح اس نے قنوج اور کالنجر تک اپنی سلطنت بڑھا دی لیکن ان علاقوں پر براہ راست محمود نے حکومت قائم نہیں کی بلکہ راجاؤں سے اطاعت کا وعدہ لے کر غزنی واپس چلے گئے۔

سلطان کے زمانے میں ہندوستان سے اسلام تقریباً ختم ہو چکا تھا۔ ہندوؤں کے تعصب کا یہ عالم تھا کہ وہاں برائے نام مسلمان ہونا بھی جرم تھا۔ لہٰذا مسلمان بُری طرح ہندوانہ رسم و رواج میں جکڑے ہوئے تھے۔ ہندوستان پر حملوں کے دوران سلطان نے اگرچہ وہاں مستقل حکومت قائم نہ کی لیکن وہ جن علاقوں سے صلح کرتے وہاں مبلغین، سالار اور اپنے جنگی مشیر چھوڑ جاتے تھے۔ کہا جا سکتا ہے کہ ہندوستان میں دوبارہ اسلام کے زندہ ہونے میں سلطان کے حملوں کا بہت دخل تھا۔ تاریخ میں یہ بات بہت مشہور ہے کہ سلطان محمود نے ہندوستان پر سترہ کامیاب حملے کیے۔

معرکۂ سومنات

سومنات کاٹھیاواڑ میں سمندر کے کنارے ایک متبرک مندر تھا۔ دس ہزار گاؤں کی آمدن کا بڑا حصہ اس مندر کے لئے مختص تھا۔ دو ہزار پجاری، پانچ سو گائیں اور تین سو گویے اس کے وظیفہ خوار تھے۔ مندر ایک مضبوط اور مستحکم قلعے میں واقع تھا۔ سلطان محمود اس شرک و کفر کے گڑھ کو ملیا میٹ کرنے کے ارادہ سے تیس ہزار کی فوج لے کر 416 ہجری میں غزنی سے نکلے اور سومنات کے قلعے پر پہنچے۔ پجاریوں کو یقین تھا کہ ان کا دیوتا سومنات ان کی حفاظت کرے گا۔ پجاریوں نے قلعے کی فصیل پر کھڑے ہو کر للکارا: ”ہمارا معبود تم مسلمانوں کو اکٹھا کر کے اس لئے یہاں لایا ہے کہ جس طرح تم نے ہندوستان کے دوسرے بتوں کے سر اور پاؤں توڑے ہیں، اسی طرح تمہارے سر اور پاؤں توڑے جائیں۔“ جنگ شروع ہوئی تو کچھ دن مسلمانوں کی کوئی تدبیر کارگر نہ ہوئی۔ ایک دن سلطان نے اللہ سے نصرت کی دعا مانگی۔ دوبارہ جنگ شروع ہوئی تو محمود نے اپنی حکمت عملی تبدیل کی اور فوجیوں کے سامنے ایک دھواں دار تقریر کی جس نے لشکر کے اندر نئی روح پھونک دی۔ بالآخر فتح مسلمانوں کو ہوئی۔

مکمل فتح کے بعد سلطان قلعے میں داخل ہوئے۔ مندر کی عمارت کی چھت 56 مرصع ستونوں پر بنی ہوئی تھی۔ جس کے درمیان سومنات کا بت نصب تھا۔ پانچ گز لمبا پتھر کا ایک مجسمہ جس میں سونا ہیرے جڑے تھے دو گز زمین کے اندر اور تین گز اوپر تھا۔ بعض مورخین کے مطابق یہ بت سونے کا تھا اور اس کے اندر جواہرات بھرے تھے۔ سلطان نے جب اس پر گرز مارنے کا ارادہ کیا تو پجاریوں نے ایک بڑی دولت کی پیش کش کی کہ وہ اپنے ارادے سے باز رہے۔ سلطان نے کہا کہ میں بت شکن ہوں بت فروش نہیں اور ایک ہی وار سے بت کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ سومنات میں کچھ روز قیام کے بعد سلطان نے مٹھا خاں کو وہاں کا حاکم بنا دیا اور لشکر کو کوچ کا حکم دیا۔

وفات:

معرکۂ سومنات کے چار سال بعد سلطان محمود

بیمار ہوگئے اور 421 ہجری بمطابق 30 اپریل 1030ء کو خالق حقیقی سے جا ملے۔

سیرت وکردار

محمود ایک بڑا فاتح اور سپہ سالار ہونے کے ساتھ ساتھ ایک رعایا پرور بادشاہ بھی تھے۔ اُن کے عدل وانصاف کے قصے بہت مشہور ہیں۔ ایک مرتبہ ایران کے کسی علاقے میں (جسے حال ہی میں محمود نے فتح کیا تھا) سوداگروں کا ایک قافلہ لٹ گیا۔ اس قافلے میں ایک بڑھیا بھی تھی۔ بڑھیا نے جب محمود سے اس کی شکایت کی تو اس نے کہا کہ وہ علاقہ بہت دور ہے، اس لیے اس کا انتظام مشکل ہے۔ بڑھیا بھی ہمت والی تھی۔ اس نے جواب دیا کہ جب تم کسی علاقے کا انتظام نہیں کر سکتے تو نئے نئے ملک کیوں فتح کرتے ہو؟ محمود نے جب بڑھیا کا یہ جواب سنا تو بڑا شرمایا۔ بڑھیا کو تو روپے پیسے دے کر رخصت کر دیا لیکن اس علاقے کا ایسا انتظام کر دیا کہ سوداگروں کے قافلوں کو لوٹنے کی پھر کوئی ہمت نہیں کر سکتا تھا۔

> سلطان نے جب سومنات کے بت پر گرز مارنے کا ارادہ کیا تو پجاریوں نے ایک بڑی دولت کی پیش کش کی کہ وہ اپنے ارادے سے باز رہے۔ سلطان نے کہا کہ میں بت شکن ہوں، بت فروش نہیں اور ایک ہی وار سے بت کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا

محمود غزنوی علم و ادب کے بہت بڑا مربی اور سرپرست تھے۔ عباسی خلفاء کے بعد تاریخ میں دو چار ہی بادشاہ ملیں گے جو محمود کی طرح علم وفن کے سرپرست ہوں۔ علم کی قدر دانی کی وجہ سے اُن کے دربار میں بڑے قابل لوگ جمع ہوگئے۔ ان میں صرف شاعروں کی تعداد 400 تھی۔ اُن کے دربار کے شعراء میں مشہور شاعر فردوسی بھی شامل تھا۔ فردوسی نے 60 ہزار اشعار پر مشتمل شاہنامہ کے نام سے ایک کتاب لکھی۔ تعجب کی بات یہ ہے کہ اس شاہنامے میں نہ محمود کی فتوحات کا حال ہے اور نہ مسلمانوں کے شاندار کارناموں کا بلکہ اس میں تو اسلام سے پہلے کے ایرانی بادشاہوں کے حالات بڑھا چڑھا کر لکھے گئے ہیں لیکن یہ اتنی خوبی سے لکھے گئے ہیں کہ شاہنامہ فارسی شاعری کا ایک شاہکار سمجھا جاتا ہے اور دنیا اُسے آج تک دلچسپی سے پڑھتی ہے۔ محمود نے فارسی کی بھرپور سرپرستی کی، جس کی وجہ سے فارسی زبان نے ترقی کرنی شروع کر دی۔ محمود کے دور کا ایک اور بہت بڑا محقق البیرونی تھا۔ البیرونی اپنے زمانے کا سب سے بڑا محقق اور سائنس دان تھا۔ اس نے ریاضی، علم ہیئت، تاریخ اور جغرافیہ میں ایسی عمدہ کتابیں لکھیں جو اب تک پڑھی جاتی ہیں۔ البیرونی دس سال تک محمود کی سرپرستی میں تحقیق وتصنیف میں مصروف رہا۔

حکیم عنصری، اسدی طوسی، منوچہری، عسجدی، فرخی، دقیقی، غضائری رازی اور خواجہ احمد میمندی جیسے نابغہ روزگار دربارِ غزنی سے منسلک تھے۔

بغداد میں خلیفہ القادر باللہ نے محمود غزنوی کے کارناموں کو دیکھتے ہوئے اسے امین الملت اور یمین الدولہ کے خطابات سے نوازا اور انتہائی بیش قیمت خلعت کے ساتھ خراسان کی امارت بھی عطا کی تھی۔

محمود نے شہر غزنی کو بڑی ترقی دی۔ جب بادشاہ بنے تو یہ معمولی شہر تھا لیکن انہوں نے اپنے تیس سالہ عہد حکومت میں غزنی کو دنیا کا ایک عظیم الشان شہر بنا دیا۔ یہاں محمود نے ایک عظیم الشان مسجد تعمیر کی، ایک بہت بڑا مدرسہ بنایا اور ایک عجائب گھر بھی قائم کیا۔ انہوں نے قنوج کی فتح کی یادگار کے طور پر ایک مینار بنایا جو اب تک غزنی میں موجود ہے۔ محمود غزنوی کے بعد غزنی کی سلطنت کا زوال شروع ہوگیا۔

حکایات محمود وایاز

☆ محمود کا ایک غلام ایاز اُن کا بڑا وفادار تھا۔ اس کی عقلمندی اور حد درجے وفاداری کی وجہ سے سلطان اسے بہت اہمیت دیتے تھے۔ یہ بات دوسرے امرائے سلطنت کو پسند نہ تھی۔ سلطان کو اس بات کا اندازہ تھا کہ درباری اس غلام سے حسد کرتے ہیں۔ ایک مرتبہ سلطان محمود نے اپنے خزانے کا سب سے قیمتی ہیرا دربار میں طلب کیا اور ایک ایک وزیر کو دے کر کہا کہ اسے توڑ ڈالو۔ سب نے یہ کہا کہ یہ دنیا کا قیمتی ہیرا ہے، اسے توڑنا نہ چاہیے۔ ایاز کے ہاتھ میں ہیرا آیا تو اس نے فوراً فرش پر دے مارا اور وہ ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا۔ بادشاہ بہت خوش ہوا اور اُس نے کہا کہ ایاز نے ہیرا توڑ دیا مگر میرا حکم نہ توڑا۔

☆ اسی طرح ایک بار سلطان محمود اپنے وزراء اور ایاز کے ہمراہ اپنے خزانے پر پہنچے اور سب سے فرمائش کی کہ وہ اپنی پسند کی کوئی چیز اٹھا لیں۔ سب نے کوئی نہ کوئی جواہر پسند کر لیا۔ ایاز خاموش کھڑا رہا، بادشاہ نے پوچھا کہ تم کوئی شے کیوں نہیں لیتے؟ ایاز نے پوچھا کہ میں جس چیز پر ہاتھ رکھوں گا کیا وہ میری ہو جائے گی۔ بادشاہ نے وعدہ کیا تو ایاز نے آگے بڑھ کر بادشاہ کے ہاتھ کو تھام لیا کہ مجھے میرا آقا ہی کافی ہے۔

☆ ایک حکایت میں آیا ہے کہ ایک بار بادشاہ نے کوئی پھل کاٹا اور ایک قاش ایک وزیر کو دی جبکہ دوسری قاش ایاز کو دی۔ ایاز نے اسے مزے لے لے کر کھانا شروع کر دیا۔ وزیر نے جب یہ منہ میں رکھا تو کڑواہٹ کی وجہ سے منہ بنا لیا۔ بادشاہ سمجھ گیا کہ پھل کا ذائقہ ٹھیک نہیں۔ اس نے ایاز سے پوچھا کہ تم کیسے مزے لے لے کر کھا رہے ہو۔ اس نے جواب دیا کہ آپ کے ہاتھوں سے طرح طرح کی لذیذ چیزیں کھائی ہیں، اگر ایک بار کوئی بدذائقہ چیز کھانے کو سامنے آ گئی تو میری طبیعت نے گوارا نہ کیا کہ اس کی برائی کر کے آپ کی سابقہ مہربانیوں پر پانی پھیر دوں۔

محبت و وفاداری کی یہ تینوں کیفیات اگر کسی بندے کو ذات باری تعالیٰ کے حوالے سے حاصل ہو جائیں تو کیا کہنے!!!

بقیہ: مٹی کے چراغ

یاد دلا رہا ہے۔ مال و دولت کی محبت (ذرا ہمارے حکمران ٹولے، سیاستدانوں جرنیلوں سے تقابل کر لیجیے) کی آلودگی سے اپنے سپہ سالار کو محفوظ رکھنے کی تدبیر کر رہا ہے، جو آج ہماری ذلت ونکبت کا اصل سبب ہے! منظر بدلتا ہے۔ روم فتح ہوگیا اور عظیم مسلم سپر پاور کا امیرؓ مفتوحہ شام کے دورے پر جاتا ہے۔ گورنر ہاؤس میں رات کا کھانا کھانے جا رہے ہیں۔ گورنر ابوعبیدہ بن جراحؓ، آبادی سے باہر دور (ایکڑوں پر محیط فارم ہاؤس نہیں) ایک کٹیا میں امیر المومنینؓ کو لیے داخل ہوتے ہیں۔ ساز وسامان سے بے نیاز اس کٹیا کے فرش پر ایک پیالہ درخت کی ٹہنیوں والی چھت سے نکال کر دھرا جاتا ہے۔ اس پیالے میں پانی میں بھگوئی گئی روٹی کے ٹکڑے ہیں جو 'گورنر ہاؤس' کے ڈنر کی اکلوتی ڈش ہے! روئے زمین کا وہ حکمران، جس کے دور میں زکوٰۃ دینے نکلو تو مستحق زکوٰۃ نہ ملے (معیشت کی مضبوطی، عوام کی خوشحالی ملاحظہ ہو)، اور وہ سپہ سالار جس نے قیصر کے تفاخر کو روندا، اس ڈنر میں شریک تھے! یہ وہ حکمران ہیں جن کے نظامِ حکومت سے مغرب نے سوشل ویلفیئر کا نظام مستعار لیا۔ جبکہ ہمیں مغرب نے این آر او والی بدبودار جمہوریت پر مجبور کیا اور یو ایس ایڈ نے ہمارے نصاب سے محسن انسانیت ﷺ اور سیدنا عمرؓ کے اسباق نکال دیے! مسلم عوام کی تقدیر خلافت اور شریعت کے بغیر نہیں بدل سکتی! وگرنہ نجم سیٹھی برانڈ مشرف کی باقیات راگ رنگ بسنت لیے ہم پر مسلط کی جاتی رہیں گی۔

☆☆☆☆☆

نگران حکومتوں کا دائرہ کار

خلافت فورم میں فکر انگیز مذاکرہ

مہمانانِ گرامی: جناب نذیر احمد غازی (سابق جج لاہور ہائی کورٹ)
جناب ایوب بیگ مرزا (ناظم نشر واشاعت تنظیم اسلامی) میزبان: وسیم احمد

سوال : کہا جارہا ہے کہ نگران حکومتوں کا قیام صدر زرداری کی بہت بڑی کامیابی ہے۔ کیا آپ اس رائے سے اتفاق کرتے ہیں؟

جسٹس نذیر احمد غازی : بظاہر یہی لگتا ہے کیونکہ صدر زرداری کے من پسند لوگ سامنے آئے ہیں، لیکن حقیقت اس سے بالکل مختلف ہے۔ میرے خیال میں اب پاکستان کے فیصلے کسی اور جگہ ہوتے ہیں کیونکہ جو نام سامنے آئے ہیں وہ واضح طور پر کسی بیرونی طاقت کے نامزد کردہ لگتے ہیں۔ اس بات کی واضح دلیل ہماری بڑی اپوزیشن جماعت کا رویہ ہے جس نے بیرونی طاقتوں کو اپنی وفاداری کی یقین دہانیاں کروائی ہیں۔ میرے خیال میں ان منتخب ناموں کا پاکستان سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

سوال : جسٹس صاحب آپ بہت Bold Statement دے رہے ہیں۔ اس بات کا آپ کے پاس کوئی ثبوت ہے؟

جسٹس نذیر احمد غازی : جہاں تک واضح ثبوت کا تعلق ہے تو مجھے بتائیں کہ کیا CIA کسی ملک میں آپریشن کرتے وقت کوئی ثبوت چھوڑتی ہے۔ پاکستان ایک ایسا ملک ہے جس کے آئین کا آغاز ہی مذہب پر ہے۔ جس ملک کی بنیاد ہی کلمہ پر ہو اُس ملک میں ایسے لوگوں کو برسرِ اقتدار لایا جانا جو اس ملک کے نظریہ اور مذہب ہی کے خلاف ہوں، سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ یہ کام اس ملک کی بجائے کسی اور کا ہے۔ یہ تو بالکل ایسے ہے جیسے خربوزوں کی رکھوالی گیدڑ کے سپرد کر دی گئی ہے۔ ہم آدھا ملک پہلے ہی گنوا چکے ہیں اور موجودہ آدھے ملک کے بارے میں بھی سنجیدگی سے سوچنے پر تیار نہیں ہیں۔

سوال : کیا نگران حکومتوں کا قیام دونوں بڑی سیاسی پارٹیوں کے درمیان مک مکا کا نتیجہ ہے۔ اگر ہے تو آپ کے خیال میں یہ مک مکا کس بنیاد پر ہوا ہے؟

مرزا ایوب بیگ : مک مکا تب ہوتا ہے جب نظریات دفن ہو جاتے ہیں۔ نظریے پر رہنے کا مطلب ہی یہ ہے کہ ایک آدمی کسی بھی صورت اصولوں پر سودے بازی کرنے پر تیار نہیں ہے۔ مک مکا کرنے والوں کا مقصد صرف دنیاوی فوائد کا حصول ہوتا ہے خواہ دائیں جانب سے ملیں یا بائیں جانب سے۔ اِس کے برعکس نظریاتی جماعت یہ عہد کرتی ہے کہ اُس نے فلاں مقصد ہر حال میں حاصل کرنا ہے چاہے فائدہ ہو یا نقصان۔ مثال کے طور پر اگر کوئی بدبخت آنحضور ﷺ کی شان میں گستاخی کرے تو آپ کی طرف سے جو فعل سرزد ہوگا وہ نظریہ کی بنیاد پر سرزد ہوگا نہ کہ سمجھوتا کی بنیاد پر۔ اسی طرح درست کام اور درست سمت پر چلنے کے لیے ہمیشہ نظریہ بنیاد بنتا ہے۔ جہاں تک آپ کے سوال کا تعلق ہے تو جسٹس صاحب نے بالکل صحیح فرمایا ہے کہ ایسی باتوں کا کوئی ثبوت کبھی سامنے نہیں آتا بلکہ حکمرانوں کے طرزِ عمل سے پتہ چلتا ہے کہ کون کس طرف جا رہا ہے۔ اس حوالے سے ایک معروف اینکر نے تو یہاں تک کہہ دیا ہے کہ سابقہ حکومتی پارٹی اور اپوزیشن میں جو معاملات چل رہے ہیں اس سے تو لگتا ہے کہ پنجاب کا اگلا گورنر CIA چیف ہوگا۔ بعد ازاں اسی اینکر کو وفاق میں وزارت اطلاعات کی پیش کش کی گئی جس پر انہوں نے معذرت کر لی۔ اسے کہتے ہیں نظریاتی اُصول پسندی یا نظریاتی عقیدہ۔ پاکستان کی ان دو بڑی سیاسی پارٹیوں کا اصل مقصد درحقیقت امریکہ کو اپنی وفاداریاں دکھا کر اُس کی خوشنودی حاصل کرنا ہے۔ نگران حکومت اور بالخصوص پنجاب کی نگران وزارت علیا کے منصب پر نجم سیٹھی کے تقرر سے آپ بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ پیپلز پارٹی اور (ن) لیگ کا آپس میں مک مکا ہو چکا ہے۔ حقیقت میں یہ دونوں بڑی پارٹیاں پرانے طرزِ حکومت کو ہی برقرار رکھنا چاہتی ہیں تاکہ لوٹ مار اور کرپشن کا راستہ کھلا رہے۔ گزشتہ پانچ سال میں پیپلز پارٹی کی حکومت کرپشن کے حوالے سے قوانین ہی نہیں بنا سکی۔ نہ تو حکومت یہ قوانین بنانا چاہتی تھی اور نہ اپوزیشن ہی نے حکومت کو اُس پر آمادہ کیا۔

سوال : نجم سیٹھی صاحب نے اپنے ٹی وی پروگرام ”آپس کی بات“ میں وزیر اعلیٰ بننے کی جو کہانی سنائی ہے، کیا آپ اس سے اتفاق کرتے ہیں؟

جسٹس نذیر احمد غازی : میں اس سے بالکل اتفاق نہیں کرتا۔ کیونکہ یہ باتیں ٹی وی پر لوگوں کو بتانے کے لیے ہوتی ہیں، اصل بات یہ ہے کہ اگر یہ سارا نگران سیٹ اپ ہمارے ملک میں اور ہماری مرضی سے بنتا تو اس کا بننا ناممکن تھا۔ سب سے بڑھ کر حیرت اس پر ہے کہ میاں شریف جیسے نیک انسان کے دونوں بیٹے نواز شریف اور شہباز شریف ایک ایسے چیف منسٹر پر کیسے راضی ہو گئے جس کے پاکستان اور ناموس رسالتؐ کے قوانین کے خلاف نظریات سب کے سامنے ہوں۔ جو شخص بانی پاکستان قائداعظمؒ کے خلاف بڑھ چڑھ کر بیان دیتا رہا ہو، اُس پر اِن دونوں بھائیوں کا اعتماد کرنا بہت حیران کن ہے۔ لہٰذا یہ کام کسی ”چڑیا“ سے زیادہ کسی بیرونی ”کوے“ کا لگتا ہے۔ نجم سیٹھی صاحب دُنیا کو جیسی چاہیں کہانیاں سناتے پھریں مگر یہ واضح ہے کہ یہ سارا کام پہلے ہی سے بیرونی طاقتوں کی جانب سے طے شدہ تھا کہ نگران وزیر اعلیٰ پنجاب کے لیے کس شخص کو سامنے لانا ہے۔

سوال : آپ کے خیال میں وفاقی اور صوبائی نگران حکومتوں کا اصل مینڈیٹ کیا ہے؟

مرزا ایوب بیگ : اس میں کسی قسم کی دو رائے نہیں ہو سکتیں کہ یہ لوگ محدود وقت کے لیے اور انتخابات کے انعقاد کے لیے حکومت میں آئے ہیں۔ اِن کا ہدف صرف اور صرف انتخابات ہونا چاہیے یا زیادہ سے زیادہ روزمرہ کے حکومتی معاملات چلانا۔ نئی پالیسیاں یا منصوبے بنانا نگران حکومت کا مینڈیٹ نہیں ہے۔ جہاں تک تبادلوں کا معاملہ ہے تو ان کا براہِ راست تعلق انتخابات سے ہے۔ یہ ہو سکتا ہے کہ کسی صوبے کا چیف سیکرٹری کسی زمانے میں کسی سیاسی جماعت کا ہمدرد رہا ہو، لہٰذا اس حوالے سے وہ الیکشن کو متاثر کر سکتا ہے۔ کیونکہ ہمارے سیاستدان اپنے بعض اہم کام کروانے کے لیے اپنے نمائندے سرکاری اداروں میں بھرتی کرواتے رہتے ہیں۔ کسی بھی علاقے کا ایم پی اے اپنے علاقے کا SHO، DSP اپنی مرضی سے تعینات کرواتا ہے۔ اسی طرح ایم این اے بھی یہی کام کرتا ہے۔ یہاں تک کہ پولیس محرر سے لے کر پٹواری تک کے اہلکار اپنی مرضی کے لگائے جاتے ہیں۔ کیونکہ ان سب سے ان لوگوں نے ماہانہ بنیادوں پر رشوت وغیرہ لینی اور اپنی مرضی کے کام کروانے ہوتے ہیں۔ بیوروکریسی کی پوسٹنگ ٹرانسفرز موجودہ حکومت کا احسن اقدام ہے۔ یہاں میں یہ عرض کرتا چلوں کہ یہ ممکن ہی نہیں کہ انتخابات کے

ذریعہ اس ملک میں مکمل تبدیلی آ سکے۔ تبدیلی صرف انقلاب کے ذریعے سے ممکن ہے۔ انتخابات صرف چہروں کے بدلنے کا نام ہے۔ خود امریکہ میں بھی یہ ممکن نہیں ہے کہ ایک پارٹی کی بجائے دوسری پارٹی کے برسرِ اقتدار آنے سے سرمایہ دارانہ نظام بدل جائے۔

جسٹس نذیر احمد غازی: یہ انتہائی بدقسمتی کی بات ہے کہ ہمارے ملک میں جو لوگ کبھی پرویز مشرف کے دست و بازو تھے اور جو پریاں اُس کی شاموں کو رنگین کیا کرتی تھیں وہ لوگ اور وہ پریاں اب بکھر کر دوسری سیاسی پارٹیوں میں جا چکے ہیں۔ آج جنرل مشرف کے تمام محبوب لوگ اُس کے خلاف میڈیا میں باتیں کر رہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر عمران خان تھوڑی سی کردار کی مضبوطی دکھاتے اور کہتے کہ میں نے کسی بھی گندے آدمی کو اپنی پارٹی میں نہیں لینا تو اُن کی مقبولیت کا گراف بہت اوپر جا سکتا تھا۔ شروع میں لوگ جس انداز سے عمران خان سے متاثر ہو رہے تھے عمران خان کے احتیاط نہ کرنے کی وجہ سے اب ویسا انداز دیکھنے میں نہیں آ رہا۔ وجہ یہ ہے کہ عمران خان نے تمام گند اپنی پارٹی میں سمیٹ لیا ہے۔ یہی حال مسلم لیگ (ن) کا ہے۔ میاں صاحب نے جس طرح کے لوگ اپنی پارٹی میں شامل کر لیے ہیں، اس پر یہی کہنا چاہیے کہ وہ مزید جرأت دکھاتے ہوئے پرویز مشرف کو بھی اپنی پارٹی میں شامل کر لیں۔ اصل بات یہ ہے کہ ہمارے ملک میں سیاسی جماعتوں کا کوئی نظریہ نہیں ہے۔ بے چارے عوام کا یہ حال ہے کہ وہ مکمل طور پر ان لوگوں سے مایوس ہو چکے ہیں۔

سوال: ہمارے ہاں آئین کی شق نمبر 63،62 اور جعلی ڈگریوں کے حوالے سے کافی نزاعی صورتحال ہے۔ یہ بتائیں کہ اگر ان دو چھلنیوں سے اُمیدوار گزر کر آئیں تو کیا اس سے ملکی حالات بہتر ہو جائیں گے؟

مرزا ایوب بیگ: اس سوال کے جواب سے پہلے میں اپنی پچھلی بات مکمل کر لوں۔ نگران وزیر اعلیٰ کا اصل کام تو الیکشن بروقت کروانا ہے۔ لیکن نجم سیٹھی نے آتے ہی اپنی بنیادی ذمہ داریوں کو بالائے طاق رکھ کر بسنت منانے کا اعلان کر دیا ہے۔ جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اس طرح کے تمام احکامات بیرونی طاقتوں کی جانب سے آ رہے۔ بسنت ایسا تہوار ہے کہ جس میں اسلامی شعائر کا کھلم کھلا مذاق اُڑایا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ یہ خونی تہوار ہے جس میں گزشتہ 5 سال کے دوران 30 معصوم جانیں ضائع ہو چکی ہیں اور 1500 افراد اس موقع پر زخمی ہوئے۔ اس خونی تہوار میں اب بھی کسی حکمران کے بیٹے یا خاندان والے زخمی نہیں ہوں گے۔ صرف غریب کے بچے زخمی یا ہلاک ہوں گے۔ اور ہمارے حکمرانوں کی نظر میں اپنے علاوہ اور کوئی انسان نہیں ہے۔ اس کے علاوہ اس بے ہودہ تہوار پر جس انداز کی بیہودہ محفلیں گزشتہ چند سال منعقد ہوتی رہی ہیں، اُن میں کوئی شریف آدمی اپنی بہو بیٹی یا خاندان کے کسی دوسرے فرد کے ساتھ شرکت کا سوچ بھی نہیں سکتا۔ یہ ملک اس بے ہودگی اور طوفان بدتمیزی کے لیے معرضِ وجود میں نہیں آیا تھا۔ یاد رکھیں، یہ ملک حضور اکرم ﷺ کے غلاموں کا ملک ہے، اور غلامانِ محمدؐ یہ طوفان بدتمیزی کیسے گوارا کر سکتے ہیں۔ بسنت دراصل Pre Poll Riging ہے۔ یہ لوگ ایسے کام کر کے ووٹرز کو یہ پیغام دینا چاہتے ہیں کہ گر آپ اس طرح کے لوگوں کو ووٹ دیں گے تو آپ کو میلے ٹھیلے اور رقص و سرود کی محفلیں ملیں گی۔ اس صورت حال کا سپریم کورٹ کو فوری نوٹس لینا چاہیے۔ اگر بسنت منانے کی اجازت دی گئی تو کسی بھی شخص کی ہلاکت کی صورت میں قانون کے مطابق قتل کا مقدمہ اجازت دینے والے کے خلاف درج کیا جائے۔ اب میں آپ کے سوال کی جانب آتا ہوں۔ ہمارے گزشتہ حکمرانوں نے آئین میں اٹھارھویں، انیسویں اور بیسویں ترامیم کیں اور شاید 21 ویں ترمیم بھی لے کر آ رہے تھے۔ مگر انھیں اس وقت یہ خیال نہ آیا کہ 62، 63 ویں شقوں کو بھی ختم کر دیتے۔ یہ شقیں اُن کی دستبرد سے محفوظ رہیں۔ اصل میں یہ سمجھتے تھے کہ اس حوالے سے ان سے کوئی پوچھ گچھ نہیں ہوگی۔ جو شخص بھی اس ملک اور اس کے نظریے کے خلاف طرزِ عمل اختیار کرے گا اُسے یہاں عروج ملتا ہے۔ اگر آج میں اور آپ انہی لوگوں کی ڈگر پر چلنا شروع کر دیں تو ہمیں دُنیاوی لحاظ سے بہت فائدہ حاصل ہوگا۔ بدقسمتی سے ہمارے زیادہ تر سیاستدانوں کا ذہن مجرمانہ ہے۔ بلکہ اپنی اسی ذہنیت کے تحت یہ الیکشن کمیشن پر بھی دباؤ ڈالتے ہیں جبکہ اس دفعہ الیکشن کمیشن کے پاس پہلے کی نسبت زیادہ اختیارات ہونے کے علاوہ عوام بھی الیکشن کمیشن کے ساتھ کھڑے ہیں۔

سوال: نجم سیٹھی نے وزارت علیا کا حلف اُٹھاتے ہوئے جو الفاظ ادا کیے ہیں اس میں ایک جملہ کچھ اس طرح ہے ''کہ میں اسلامی نظریہ کو برقرار رکھنے کے لیے کوشاں رہوں گا جو قیام پاکستان کی بنیاد ہے'' سیٹھی صاحب کے ماضی اور حال سے آپ واقف ہیں۔ یہ بتائیے کہ انہوں نے جھوٹا حلف اُٹھایا ہے یا وہ اب اپنے پرانے نظریات بدل کر حقیقتاً اسلام کو پاکستان کی بنیاد سمجھنے لگے ہیں؟

> نجم سیٹھی دُنیا کو جیسی چاہیں کہانیاں سناتے پھریں مگر یہ واضح ہے کہ یہ پہلے ہی سے بیرونی طاقتوں کی جانب سے طے شدہ تھا کہ نگران وزیر اعلیٰ پنجاب کے لیے کس شخص کو سامنے لانا ہے

جسٹس نذیر احمد غازی: دلوں کا حال تو اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے لیکن نجم سیٹھی کے ماضی کے حوالے سے تو یہ ایک مذاق لگتا ہے۔ اگر وہ اپنے حلف میں سچے ہوتے تو حلف اُٹھانے کے بعد یہ کہہ سکتے تھے کہ میرا ماضی اگرچہ جیسا بھی تھا لیکن آج سے میرا نظریہ پاکستان پر مکمل یقین ہے۔ اس نظریہ کی حفاظت اور پاسداری میرا مشن ہے۔ لیکن آتے ہی انھوں نے بسنت منانے کا اعلان کر دیا۔ آپ اُن کی کابینہ کے ارکان سے بھی اُن کی ذہنیت کا اندازہ لگا سکتے ہیں۔ لہٰذا صورتِ حال انتہائی گھمبیر بنتی جا رہی ہے۔ قومیں ہمیشہ اپنے نظریے کی بنیاد پر اپنا وجود قائم رکھتی ہیں، جبکہ ہمارے ملک کا حال یہ ہے کہ جیسے یہاں کسی ریاست کا وجود ہی نہ ہو۔ جس طرح پشاور میں گرڈ اسٹیشن کو تباہ کرنے کے بعد سیکیورٹی گارڈز اغوا کیے گئے، لوگوں کو جس انداز سے قتل کیا گیا، کراچی اور بلوچستان میں جو کچھ ہو رہا ہے اس سے تو یہی لگتا ہے کہ یہاں قانون نام کی کوئی چیز نہیں ہے۔ کتنی بدقسمتی کی بات ہے کہ ہم نیوکلیئر پاور ہونے کے باوجود ناکام ریاستوں میں 13 ویں نمبر پر پہنچ چکے ہیں۔ ہم اپنے حکمرانوں سے اللہ اور اُس کے رسولؐ کے واسطے درخواست ہی کرتے ہیں کہ وہ اپنی پرانی روش کو بدلیں۔ آپ دیکھیں ہمارے زیادہ تر سیاستدان اپنی طبعی زندگیاں تقریباً گزار چکے ہیں اور اس وقت بونس پر چل رہے ہیں۔ ہمیں یاد رکھنا چاہیے کہ اگلی زندگی میں یہاں پر لوٹا ہوا مال کسی کام نہ آئے گا۔ قبروں میں ائرکنڈیشنڈ نہیں لگیں گے۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں اس بات کی ضرور پوچھ ہوگی کہ میں نے تمہیں اقتدار بخشا تھا، تم نے میری مخلوق کی کیا خدمت کی۔ لہٰذا نجم سیٹھی صاحب کو چاہیے کہ وہ اپنے ماضی کی خطاؤں پر اللہ تبارک و تعالیٰ کے سامنے توبہ کریں۔ تاریخ میں ایسے کئی واقعات ملتے ہیں کہ میں اسلام کے بڑے بڑے دشمنوں کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت بخشی اور وہ دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے نگران وزیر اعلیٰ کو بھی ہدایت کاملہ عطا فرمائے۔

سوال: ترقی یافتہ ممالک میں الیکشن کے موقع پر یہ ایک عام روایت ہے کہ ٹی وی چینلز پر سیاسی پارٹیوں کے

سربراہان اپنا منشور بیان کرتے ہیں یا اپنے سابقہ دورِ حکومت کی کارکردگی لوگوں کے سامنے بیان کرتے ہیں۔ ہمارے ملک میں ایسا کلچر فروغ کیوں نہیں پا سکا؟

مرزا ایوب بیگ : اگرچہ جمہوریت میں بہت سی خباثتیں ہیں، لیکن کچھ اچھی چیزیں بھی ہیں۔ ہماری بدقسمتی یہ ہے کہ ہم نے جمہوریت کی اچھی چیزوں کی بجائے بری چیزوں کو اختیار کرلیا ہے۔ مثال کے طور پر جمہوریت کی ایک اچھی بات یہ ہے کہ وہاں افراد کی جگہ ادارے مضبوط ہوتے ہیں۔ اسی طرح میڈیا کے آزاد ہونے کے علاوہ ریاست اور حکومت کے فرق کو ملحوظ خاطر رکھا جاتا ہے۔ آپ حکومتی کارکردگی پر اُسے لاکھ برا بھلا کہیں لیکن ریاست کو برا بھلا کسی صورت نہیں کہہ سکتے۔ لہٰذا اگر کسی ملک میں حقیقی جمہوریت اور الیکشن ہوں تو وہاں ٹی وی پروگراموں میں پارٹیوں کے درمیان مکالمے بازی ہوتی ہے۔ لیکن ہمارے ملک میں مکالمے بازی جس بھونڈے انداز اور جس طریقے سے ہوتی ہے وہ بیان سے باہر ہے۔

سوال : کیا اس بات کا امکان ہے کہ عبوری حکومتوں کا دورانیہ طوالت اختیار کر جائے؟ خدانخواستہ ایسا ہوا تو پھر آپ ملکی حالات کو کس طرح دیکھتے ہیں؟

جسٹس نذیر احمد غازی : لوگوں کی ایک بہت بڑی تعداد اس طرح کے خدشات کا اظہار کر رہی ہے۔ اگر ایسا ہو گیا اور موجودہ نگران سیٹ اپ چلتا رہا تو یہ ہمارے ملک کی بڑی بدقسمتی ہوگی۔ ہمارے پاس یہ آخری موقع ہے۔ اگر ہم نے اس بار صحیح الیکشن نہ کروائے اور صحیح لوگوں کو منتخب نہ کیا تو آئندہ 5 سال میں اس ملک کا Survive کرنا مشکل ہو جائے گا۔

مرزا ایوب بیگ : جسٹس صاحب کی بات سے میں بالکل متفق ہوں۔ موجودہ نگران سیٹ اپ کے Prolong کرنے کی صورت میں نتائج خدانخواستہ بہت ہولناک ہوں گے۔ میری ذاتی رائے میں پنجاب کے نگران وزیر اعلیٰ اسٹیبلشمنٹ کے پسندیدہ نہیں ہیں۔ اس لیے شاید انتخابات Prolong نہ ہو سکیں۔ لیکن یہ موصوف جس انداز سے آئے ہیں اس حوالے سے فوج ان کے راستے کی رکاوٹ نہیں بن سکتی تھی۔ لیکن اگر الیکشن التوا کا شکار ہوئے تو یہ غیر آئینی طرزِ عمل ہوگا۔ اگر ہماری اسٹیبلشمنٹ ملک کے ساتھ مخلص ہے تو اسے اس راستے میں آڑے آنا چاہیے۔

(مرتب: وسیم احمد/محمد بدر الرحمٰن)

☆☆☆☆☆

مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ

قرآن فہمی کورس

پھر سوئے حرم لے چل

ان شاء اللہ

2013ء | تین کورس | مئی، جون، جولائی

پہلا کورس: 13 مئی تا 31 مئی 2013ء

جس میں ترجیحاً انٹرمیڈیٹ تعلیم کے حامل طلبہ، کاروباری و ملازمت پیشہ اور بے روزگار حضرات شریک ہو سکتے ہیں تا کہ قرآن مجید کے ساتھ ساتھ دیگر دینی علوم سیکھ کر عملی زندگی میں باعمل مسلمان کی زندگی بسر کر سکیں۔

○ قیام و طعام اکیڈمی کے ذمہ ہوگا۔ ○ تعلیمی ٹائم ٹیبل اور قواعد و ضوابط کی پابندی ضروری ہوگی ○ خوبصورت لیکچر ہال، مسجد، لائبریری اور دیگر ضروریات ایک ہی چھت کے نیچے۔ ○ پرسکون اور پاکیزہ ماحول۔

اپنی فرصت کے مطابق نام رجسٹرڈ کرائیں

اہل ثروت حضرات سے عطیات کا خیر مقدم کیا جاتا ہے

قرآن اکیڈمی

لالہ زار کالونی نمبر 2 ٹوبہ روڈ جھنگ صدر

047-7630861- 63
0336-6778561

Email Address: hikmatbaalgha@yahoo.com

کیا آپ جاننا چاہتے ہیں کہ

- از روئے قرآن حکیم ہمارا دین کیا ہے؟
- ہماری دینی ذمہ داریاں کون کون سی ہیں؟
- نیکی، تقویٰ اور جہاد کی اصل حقیقت کیا ہے؟

تو مرکزی انجمن خدام القرآن کے جاری کردہ مندرجہ ذیل خط و کتابت کورسز سے فائدہ اٹھائیے:

(1) قرآن حکیم کی فکری و عملی راہنمائی کورس
(2) عربی گرامر کورس (I، II، III)
(3) ترجمہ قرآن کریم کورس

مزید تفصیلات اور پراسپکٹس (مع جوابی لفافہ) کے لئے رابطہ:

شعبہ خط و کتابت کورسز

قرآن اکیڈمی 36۔ کے ماڈل ٹاؤن لاہور

فون: 35869501-3

E-mail: distancelearning@tanzeem.org

تنظیم اسلامی حلقہ خواتین کا سالانہ اجتماع

اہلیہ شیخ رحیم الدین

کسی بھی جماعت کے کارکنوں کے عزم و ہمت کو بڑھانے اور اُن میں نئی روح پھونکنے میں اجتماعات کا انعقاد بڑی اہمیت کا حامل ہوتا ہے۔ اجتماعات فکر کی تازگی کا ذریعہ ہوتے ہیں۔ بنابریں تنظیم اسلامی کے ہاں مختلف سطحوں پر اجتماعات کا انعقاد تسلسل کے ساتھ ہوتا ہے۔ اسی سلسلہ میں گزشتہ دنوں (17 مارچ 2013ء کو) تنظیم اسلامی حلقہ خواتین لاہور کا سالانہ اجتماع منعقد کیا گیا، جس میں رفیقات اور دوسری خواتین کی بڑی تعداد نے شرکت کی۔ پروگرام کی نظامت کے فرائض نائب ناظمہ علیا امۃ المعطی ادا کر رہی تھیں۔ پروگرام کا آغاز سورۃ آل عمران کی آیات 102 تا 109 کی تلاوت سے ہوا۔ تلاوت قرآن اور ترجمہ کی سعادت رفیقہ تنظیم اسلامی بنت مسعود نے حاصل کی۔ اس کے بعد حمد باری تعالیٰ پر مشتمل خوبصورت کلام ایک اور رفیقہ تنظیم نے پیش کیا۔ اس کے بعد محترمہ زوجہ عظیم کو دعوت خطاب دی گئی۔ انہوں نے ''فکرِ آخرت'' پر گفتگو کرتے ہوئے موت و زندگی کا تعلق واضح کیا اور رفیقات کو آخرت کی منزل کی طرف متوجہ کیا اور ساتھ ہی یہ بتایا کہ ہر دور میں ایسی جماعت رہی ہے جو نیکی کا حکم، دے برائی سے روکے۔ ہمیں بھی چاہیے کہ اپنے تمام وسائل اور صلاحیتوں کو راہ حق میں بروئے کار لائیں اور ایسی دینی جماعت کا ساتھ دیں، جو غلبہ اسلام کے لیے کوشاں ہو، تا کہ کل روزِ محشر اللہ کے حضور یہ کہہ سکیں گے، اے اللہ! ہم نے تیرے کلمہ کی سربلندی کی پوری کوشش کی تھی۔

اس کے بعد زوجہ کلیم نے ''عورت اور پردہ'' کے موضوع پر گفتگو کی۔ انہوں نے کہا کہ موجودہ دور دجالی فتنوں کا دور ہے۔ ان فتنوں میں سے ایک بڑا فتنہ ٹی وی ہے۔ اس لیے کہ ٹی وی کے ذریعے آج معاشرے میں ہر قسم کی برائیوں کی تشہیر کی جارہی ہے اور حیا کو ختم کیا جا رہا ہے۔ حالانکہ از روئے حدیث حیا ایمان کا حصہ ہے۔ حیا چلی جائے تو ایمان باقی نہیں رہتا۔ انٹرنیٹ، فیس بک اور موبائل فون کے ذریعے نئی نسل کو تباہ کیا جا رہا ہے۔ انہوں نے کہا کہ عورت کا اولین جہاد اس وقت حجاب اور شرعی پردہ کی پابندی ہے۔ ہمیں اپنی زندگیوں میں سادگی کو اپنانا چاہیے، تا کہ مقابلے میں پڑ کر ہمارا قیمتی وقت ضائع نہ ہو۔

اگلی مقررہ محترمہ زوجہ مسعود تھیں۔ انہوں نے تزکیہ نفس پر گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ دل قلعہ کی مانند ہے اور اس کی حفاظت اس کے دروازوں سے کی جاتی ہے۔ پہلا دروازہ حرص اور حسد کا ہے اور دوسرا غصہ اور تندی کا ہے۔ تیسرا مکان، کپڑوں اور سامانِ دنیوی کی خواہشات کا اور چوتھا سیر ہو کر کھانے کا۔ ان سب دروازوں پر ہمیں پہرے بٹھانے ہیں۔ ہمیں چاہیے کہ نفس امارہ کے خلاف جنگ کریں اور نفس مطمئنہ کی طرف بڑھیں۔

اس کے بعد رفیقہ تنظیم اسلامی بشریٰ سید نے خوبصورت آواز میں نظم پیش کی، جس کا مرکزی خیال یہ شعر تھا کہ۔

اپنے ایمان کی آبیاری کریں
دل پہ اللہ کا خوف طاری کریں

اگلا موضوع ''خواتین کا دائرہ کار اور طریق کار'' تھا۔ اس پر ناظم اعلیٰ تنظیم اسلامی اظہر بختیار خلجی کی اہلیہ نے خطاب کیا۔ انہوں نے کہا کہ خواتین کو اپنے گھروں میں ٹک کر رہنا چاہیے اور قرآن پاک سے جڑے رہنا چاہیے۔ ہم گھر بیٹھ کر ہی بچوں کی صحیح معنوں میں تربیت کر سکتے ہیں۔ موضوع اگرچہ وسیع تھا مگر مقررہ نے بڑی جامعیت کے ساتھ اُس پر گفتگو کی اور خواتین کو ان کی ذمہ داریوں سے آگاہ کیا۔ پہلے سیشن کا اختتامی خطاب ناظمہ علیا تنظیم اسلامی حلقہ خواتین محترمہ بیگم ڈاکٹر اسرار احمدؒ صاحبہ کا تھا۔ انہوں اپنے خطاب میں اس بات پر زور دیا کہ دینی فرائض کی ادائی کے لئے ہم سب اللہ کے سامنے جوابدہی کے احساس کے ساتھ بھرپور محنت کریں، اُخروی نجات کے لیے اللہ کی اچھی بندی بنیں، اور عبادات و معاملات میں خوبصورتی لائیں۔ خواتین کے لیے آج کے دور میں سب سے بڑا جہاد یہ ہے کہ آئندہ نسلوں کو دجالی تہذیب سے دور رکھنے کی بھرپور کوشش کریں۔ ہر ماں کی یہ ذمہ داری ہے کہ خود بھی ستر و حجاب کی پابندی کرے اور اپنی بچیوں کو بھی پردے کا خوگر بنائے اور میڈیا اور مخلوط تعلیم کے بُرے اثرات سے بچائے۔ ماں کی گود بچے کی پہلی تربیت گاہ ہے۔

آغوشِ مادر یہ اسکول پہلا
جہاں تربیت پاتے ہیں سارے ہی اعضاء
جہاں لوحِ سادہ پہ کھنچتا ہے نقشہ
اترتا ہے ماں کے خیالوں کا چربہ

1 تا 2 بجے نماز ظہر اور کھانے کا وقفہ ہوا۔ وقفہ کے بعد پروگرام کے دوسرے سیشن کا آغاز تلاوت کلام پاک سے ہوا۔ رفیقہ تنظیم قرۃ العین نے سورۃ الحشر کی آخری آیات کی تلاوت کی۔ اس کے بعد زوجہ عامر خٹک نے درسِ حدیث دیا۔ انہوں نے حدیث رسول ﷺ بیان کی، جس کا مفہوم یہ ہے کہ عورتو! تم زیادہ سے زیادہ صدقہ کیا کرو، کیونکہ میں نے تمہاری اکثریت کو جہنم میں دیکھا ہے۔ عورتوں نے اس کی وجہ پوچھی تو آپؐ نے فرمایا: تم اپنے شوہروں کی بہت ناشکری کرتی ہو اور غیبت بہت کرتی ہو۔ زوجہ عامر نے کہا کہ ہمیں یہ عہد کرنا ہے کہ شوہروں کی نافرمانی اور اُن سے گلہ شکوہ نہیں کریں گی انہوں نے کہا کہ دنیا پرستی غفلت کا نتیجہ ہے۔ غفلت سے بچنے کے لئے موت کا ذکر ضروری ہے۔ بعدازاں تنظیم میں شامل ہونے والی رفیقات میں سے چند ایک نے تاثرات بیان کئے۔ ایک رفیقہ نے کہا کہ جب تک ہم کسی جماعت سے منسلک نہیں ہوتے، ہمیں اپنے نصب العین کا پتہ نہیں چلتا۔ اس لئے غلبہ دین کی جدوجہد کو آگے بڑھانے کے لئے ہمیں کسی ایسی جماعت میں ضرور شامل ہونا چاہیے جو نفاذ اسلام کے لئے کوشاں ہو۔ مسز انیلا ریحان کا کہنا تھا کہ میری خواہش ہے کہ میں

ایسی عورت بنوں جس سے اس کا رب بھی راضی ہو اور اس کا شوہر بھی اس سے خوش ہو۔ مسز شہلا عامر نے کہا کہ ہمیں اپنی زندگی میں رخصتوں کو اپنانے کی بجائے عزیمت کے راستے پر چلنا چاہیے۔ مسز شازیہ ریاض نے نصیحتوں پر مشتمل ایک نظم پڑھ کر سنائی جو بطور خاص نئی دلہنوں کے لیے تھی۔ رفیقات کے تاثرات کے بعد محترمہ امۃ الحصی صاحبہ نے رفیقات و معاونات سے خصوصی خطاب میں ان کی ذمہ داریوں کے حوالے سے گفتگو کی۔ انہوں امیر تنظیم اسلامی محترم حافظ عاکف سعید صاحب کا پیغام بھی پڑھ کر سنایا، جس میں امیر محترم نے فرمایا کہ ہمیں اپنے انقلابی فکر اور تنظیمی و تحریکی منہج کے بنیادی اصولوں کو از سر نو تازہ کرنا ہے۔ ہمارا نصب العین صرف اور صرف اللہ کی رضا اور آخرت کی فلاح کا حصول ہے۔ ہماری دعوت کا مرکز و محور قرآن و سنت رسول ﷺ ہے۔ ہماری تنظیم کی اساس بیعت کی مسنون اساس پر قائم ہے۔ ہمارا منہج سیرت النبی ﷺ سے ماخوذ ہے۔ رفیقات کی اہم ترین ذمہ داری یہ ہے کہ وہ اپنے بچوں کی اسلامی اصولوں پر تربیت کریں۔ پروگرام کے دوران میں مرحوم بانی تنظیم اسلامی کی بیٹی امۃ الحی مرحومہ کی یاد بار بار آتی رہی۔ تمام رفیقات نے ان کی کمی کو محسوس کیا۔ اس سے پہلے خواتین کے جو سالانہ اجتماعات ہوتے تھے، وہ ان کی ناظمہ ہوا کرتی تھیں۔ خصوصاً انتظامی معاملات اور طعام کا انتظام انہی کے سپرد ہوتا تھا۔ سب نے ان کے لئے دعائے مغفرت کیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں جنت الفردوس میں بلند مقام عطا فرمائے۔ (آمین)

اس موقع پر کتب، کیسٹس، سی ڈیز اور حجاب کے سٹال بھی لگائے گئے تھے۔ ناظمہ علیا کی دعا پر اس بابرکت اجتماع کا اختتام ہوا۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ رفیقات کی اس محنت کو قبول فرمائے اور جو کچھ ہم نے اس اجتماع میں سنا، اس پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

تازہ شمارہ
(اپریل تا جون 2013ء)

دعوت رجوع الی القرآن کا نقیب
علوم و حکمِ قرآنی کا ترجمان

سہ ماہی
حکمت قرآن
لاہور

بیاد: ڈاکٹر محمد رفیع الدین مرحوم ۔ ڈاکٹر اسرار احمد رحمہ اللہ

اس شمارے کے خصوصی مضامین

- اسلام اور سیاسی ہیئتِ حاکمہ ―― ڈاکٹر ابصار احمد
- علوم القرآن: مطالعۂ قرآن کا ضابطہ، توسیعی و تجدیدی ضرورت ―― ڈاکٹر پروفیسر محمد عارف خان
- قرآن اور مستشرقین ―― ڈاکٹر حافظ محمد زبیر
- مستقل سلسلے: ☆مضامینِ قرآن ―― ڈاکٹر اسرار احمدؒ
  ☆فہم القرآن ―― افاداتِ حافظ احمد یارؒ
  ☆حکمتِ نبویؐ ―― پروفیسر محمد یونس جنجوعہ

محترم ڈاکٹر اسرار احمد رحمہ اللہ کا دورۂ ترجمہ قرآن بزبانِ انگریزی
Message of The Quran تسلسل کے ساتھ شائع ہو رہا ہے

☆ صفحات: 96 ☆ قیمت فی شمارہ: 50 روپے ☆ سالانہ زرِتعاون: 200 روپے

مکتبہ خدام القرآن لاہور
K-36، ماڈل ٹاؤن لاہور
فون: 3-042-35869501

☆☆☆☆☆

دعائے مغفرت کی اپیل

☆ رفقائے تنظیم اسلامی حلقہ گوجرانوالہ عدنان افضل گوندل کی والدہ اور محمد انور بٹ کی ہمشیرہ انتقال کر گئیں۔

☆ حلقہ گوجرانوالہ کے رفیق تنظیم علی جنید کا بھائی اور میر اقبال (گجرات والے) کا بیٹا قضائے الٰہی سے انتقال کر گیا۔

☆ حلقہ کراچی جنوبی کی تنظیم کورنگی غربی کے نقیب احسان الحق بھٹی کے والد انتقال کر گئے۔

اللہ تعالیٰ مرحومین و مرحومات کی مغفرت فرمائے۔ قارئین سے بھی دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلَھُمْ وَارْحَمْھُمْ وَاَدْخِلْھُمْ فِیْ رَحْمَتِكَ وَحَاسِبْھُمْ حِسَابًا یَّسِیْرًا

دعائے صحت کی اپیل

☆ معاون ناظم اعلیٰ اور ناظم دعوت حلقہ لاہور شکیل احمد کی والدہ گردہ کے عارضہ میں ICU میں داخل ہیں۔

☆ رفیق تنظیم اسلامی لالہ موسیٰ عدنان ندیم کی والدہ اور والد علیل ہیں۔

☆ رفیق تنظیم اسلامی سیالکوٹ عادل قریشی کے والد بیمار ہیں۔

اللہ تعالیٰ بیماروں کو شفائے کاملہ عاجلہ عطا فرمائے۔ قارئین و رفقاء تنظیم سے بھی دعائے صحت کی اپیل ہے۔

تنظیم اسلامی کی دعوتی وتربیتی سرگرمیاں

حلقہ لاہور ڈویژن کے زیر اہتمام قصور میں ایک روزہ دعوتی وتربیتی پروگرام

حلقہ لاہور کے ناظم دعوت شکیل احمد کی ہدایت پر ماہ مارچ میں ایک روزہ دعوتی وتربیتی پروگرام قصور کے مضافات میں منعقد کیا گیا۔ پروگرام کے لئے رفقاء 31/مارچ 2013ء کی صبح ساڑھے آٹھ بجے ہدایت کے مطابق قریبی مرکز میں پہنچنا شروع ہوئے۔ 9 بجے رفقاء مرکز تنظیم اسلامی گڑھی شاہو سے روانہ ہوئے اور 11 بجے مقررہ مقام قصور شہر کی مضافاتی بستی شبراتی کی جامع مسجد منصورہ میں پہنچے جہاں منصورہ مسجد کے امام عزیز صاحب اور رفیق تنظیم نعیم صاحب اپنے 4 احباب کے ساتھ پہلے سے موجود تھے۔ ایک روزہ پروگرام کا باقاعدہ آغاز سوا گیارہ بجے تلاوت کلام پاک سے ہوا۔ تلاوت کی سعادت منعم محمود نے حاصل کی۔ انہوں نے سورۃ التین کی تلاوت کی۔ بعدازاں حلقہ کے ناظم تربیت محسن محمود نے اہم دینی فریضہ ''امر بالمعروف ونہی عن المنکر'' کے موضوع پر تفصیلی خطاب کیا۔ اپنے خطاب میں انہوں نے اس فریضہ کی ادائی کا طریقہ کار اور مختلف سطحیں بیان کیں اور آیات قرآنی، احادیث مبارکہ اور مختلف ائمہ اسلاف کے اقوال کی روشنی میں موضوع کے مختلف پہلوؤں پر تفصیل سے روشنی ڈالی۔ اُن کے خطاب کے بعد چائے کا وقفہ ہوا۔ بعدازاں معاون ناظم دعوت حلقہ لاہور کاشف عباسی کا خطاب ہوا۔ ان کے خطاب کا موضوع ''آفات لسانی'' تھا۔ انہوں نے اپنے خطاب میں زبان سے سرزد ہونے والے گناہوں کا بڑی تفصیل سے تذکرہ کیا اور ان گناہوں سے بچنے کے بارے میں احتیاطی تدابیر کے بارے میں بتایا۔ 40 منٹ کے اس بیان میں بڑی پُر تاثیر گفتگو ہوئی۔ اس کے بعد ایک روزہ پروگرام کے لئے مقرر کردہ امیر اور معاون ناظم دعوت حلقہ لاہور محمود حماد نے مذاکرہ کرایا۔ مذاکرے کا موضوع ''فرائض دینی میں جماعت کی اہمیت'' تھا۔ مذاکرے میں رفقاء نے بھرپور حصہ لیا۔ اس کے بعد نماز ظہر ادا کی گئی۔ نماز کے بعد مختصر درس حدیث ہوا، جس کی سعادت سید کاشف گیلانی نے حاصل کی۔ درس حدیث کا موضوع ''حبّ رسول ﷺ'' تھا۔ اس کے بعد کھانے اور آرام کا وقفہ ہوا۔ کچھ دیر آرام کے بعد نماز عصر سے کچھ وقت پہلے رفقاء کو دوبارہ اکٹھا کیا گیا اور اُن کی 4 ٹیمیں تشکیل دی گئی۔ رفقاء کی یہ ٹیمیں گشت اور دعوت کے لئے قریبی بستیوں میں گئیں۔ اور لوگوں کو بعد نماز مغرب ہونے والے درس میں شرکت کی دعوت دی۔ بعد نماز مغرب جناب ثاقب عباسی کا درس ہوا۔ جس کا موضوع ''مسلمانوں کی حالت زار اور ہمارے دینی فرائض'' تھا۔ 50 منٹ کے اس خطاب میں مدرس نے امت مسلمہ کی موجودہ پستی اور زوال کے اسباب پر تفصیل سے گفتگو کی اور اس پستی سے نکلنے کے طریقہ کار کو واضح کیا۔ انہوں نے اس بات پر زور دیا کہ پورے دین پر عمل کیا جائے اور قرآن سے ازسرنو تعلق استوار کیا جائے۔ تنظیم اسلامی موجودہ حالات میں انہی دونوں کاموں کی طرف لوگوں کو دعوت دے رہی ہے۔ آخر میں حلقہ لاہور کے ناظم بیت المال محمد بن عبدالرشید رحمانی نے دعا کرائی۔ دعوتی گشت کے نتیجے میں بعد نماز مغرب ہونے والے درس میں تقریباً 100 احباب شریک ہوئے۔ ساڑھے نو بجے رفقاء واپس مرکز گڑھی شاہو میں پہنچ گئے، اور نماز عشاء کے بعد عزم تازہ کے ساتھ اپنے گھروں کو لوٹے۔

اس پروگرام میں حلقہ لاہور کی تناظیم سے 26 رفقاء شامل ہوئے۔ اللھم وفقنالما تحب و ترضیٰ (رپورٹ: ابوسعد عبداللہ معاون ناظم دعوت حلقہ لاہور)

رفقاء متوجہ ہوں

ان شاء اللہ ''قائداعظم یونیورسٹی کالونی

جامع مسجد نزد بری امام اسلام آباد'' میں

نقباء تربیتی کورس

(نئے ومتوقع نقباء کے لئے)

3 تا 5 مئی 2013ء

(بروز جمعہ نماز عصر تا بروز اتوار نماز ظہر)

منعقد ہورہا ہے۔ زیادہ سے زیادہ نقباء

اس میں شامل ہوں

موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں

برائے رابطہ 0333-5382262

المعلن: مرکزی شعبہ تربیت: (042)36316638-36366638

0332-4178275

تنظیم اسلامی کے سالانہ اجتماع 2013ء کی

3-Dvds عدد (وڈیو)

قیمت صرف 150 روپے

1/MP3 عدد (آڈیو)

قیمت صرف 25 روپے

تنظیم اسلامی کے علاقائی مراکز میں دستیاب ہیں

مرکز تنظیم سے منگوانے کے لئے بذریعہ خط یا ای میل آرڈر ارسال فرمائیں

مرکز تنظیم اسلامی، 67۔اے علامہ اقبال روڈ، گڑھی شاہو لاہور فیکس 36313131

فون 042-36316638-36366638 ای میل

markaz@tanzeem.org

"We have completely rooted out the Arabs and they will not be able to stand against us in the future. However, we are keeping an eye on the Pakistan Army which is a sure challenge to our existence and we have to do something about it". It was this "something" that resulted in the disintegration of Pakistan and the debacle of East Pakistan occurred in 1971. Prior to the tragedy of East Pakistan, anti-Pakistan forces had been working on a detailed agenda. There was a poisonous propaganda against the ideology and the Armed Forces of Pakistan on a very wide scale. Anti-Pakistan rhetoric was so vehemently propagated at extensive scale through anti-Pakistan elements both from within and without. Is history repeating itself? Today we again see that certain elements are making biased propaganda against the Armed Forces and still others are negating the Ideology of Pakistan. Are these people not promoting the Israeli agenda which was hinted at in that day of victory celebration in Geneva? Remember that India at the behest of anti-Pakistani and anti-Islamic powers had played an open and vital role in the disintegration of Pakistan with its friend and natural ally Israel behind the curtain. On the debacle of the then East Pakistan turning into Bangladesh, the then Indian Prime Minister Indira Gandhi had declared that they had drowned the two-nation theory in the Bay of Bengal. It is an extension of the same strategy of the enemy which is being repeated by the bad-mouthed elements openly against the very foundation of Pakistan and there is no one to take notice of it. Sensing the fatality of the statement of Senator Adeel, the chief of the ANP, Mr. Asfandyar Wali Khan has taken timely notice of it. He has very categorically declared that the statement is disowned by the party and it is Mr. Adeel's own thinking and not that of the ANP. One wonders if there is no such provision in the constitution of the country which can provide protection to the ideological and physical frontiers from the vagaries of elements who are axing the roots of Pakistan through their statements and activities. Propagating hatred and negative sentiments against the ideology and the Armed Forces of Pakistan must be a cognizable offense and should be treated as high treason and must be nipped in the bud. Such people must be proceeded against under the appropriate law and there should be a very strict scrutiny that these people should not find a way to occupy a seat in the law making body of the country. On the other hand the country's electronic media is giving wide publicity to the statements of Altaf which it has never given that open heartedly to any other political leader having deep commitment to the ideology of the country. Altaf Hussain sitting in a foreign country is controlling country politics through his remote and is making mockery of the state institutions by making hostile statement against them. This man is always a part of the ruling party in one way or the other and is enjoying all the privileges of a mainstream political leader but nobody has ever asked him as to why he is not ending his self-imposed exile and coming back to share the good and bad of the country like a faithful citizen. The ANP leadership being a patriotic one must have sent a note of warning to Senator Adeel to abstain from statements which seem to be against the very interest of the country.

n n n

ضرورت کمپیوٹر آپریٹر

تنظیم اسلامی کے مرکز گڑھی شاہو لاہور میں کمپیوٹر آپریٹر کی ضرورت ہے جو MS-Access، MS-Excel اور Inpage میں مہارت رکھتا ہو۔ تنظیم اسلامی کے رفقاء کو ترجیح دی جائے گی۔ درخواست گزار اپنی CV مرکز تنظیم کے ای میل markaz@tanzeem.org پر ارسال کریں۔

Mohammad Faheem

MALIGNING THE PAKISTAN IDEOLOGY

Altaf Hussain has questioned the ideology of Pakistan by asking the Supreme Court and the Parliament to define what the Ideology of Pakistan was. It seems that either the MQM leader does not really know or he intentionally wants to downgrade the country s basic root which is the real foundation of this country, having no other raison d être for its existence. Altaf Hussain cannot falsify history that provides testimony to the biggest sacrifice of life and property of his forefathers who put everything on stake for the sake of a country founded on the basis of Islam. They migrated to the land of their dreams, sailing through the ocean of fire and blood empty handed and stripped off everything they had. This most heartbreaking migration has no match in the history of the human mass displacement. Why a man of the caliber of a national leader is unable to understand the basic reality about the country s ideology. The simple fact to understand the Pakistan ideology is to understand the Kalma Tayyeba, *La Ilaha Illullah* . There are a lot of lessons for us in the sayings and quotations of the founding fathers of the nation, particularly those of the Quaid-e-Azam, Muhammad Ali Jinnah. Those who have any ambiguity about it should revert to the numerous statements of the Founder of the country which are protected in the recorded history of Pakistan. It is this deviation from the basic ideology that after 24 years of national life we lost our one arm. The present mess that is going on in the country and particularly in Karachi is also the result of our lack of commitment to the basic ideology of Pakistan and leaders like Altaf Hussain must accept the responsibility.

It may be by chance, that two days prior to the statement of Altaf, Mr. Haji Adeel, a senator of the ANP, during his address in a seminar in Islamabad, burst out at the Pakistan Army suggesting that the country did not need this huge army and the protection of the ideology of Pakistan is not the responsibility of the armed forces. This logic is also beyond the comprehension of a common Pakistani Muslim who believes that the Pakistan Army is not only the protector of the geographical boundaries but at the same time it has to ensure proper protection of its ideological frontiers. Mr. Adeel is on record not to lose any chance of maligning the Country s Armed Forces as an institution whenever he finds a chance to speak out his venom. He is known for controversial statements regarding Armed Forces of Pakistan and the basic Ideology of Pakistan. He argued in the same statement that it was the responsibility of the parliament to keep an eye on the ideology and not the army. He meant the parliament where majority of the members were the ones who had proved themselves to be the most corrupt and inept group having reached the law-making house with fake educational degrees. How can such a conglomeration protect the ideology of Pakistan when most of them do not understand the Taaouz and Tasmia (*Aauzubillah* and *Bismillah*). We should recall that a responsible minister of the recently ended government could not correctly recite the Surah Al-Fatiha. How can such people appreciate and then protect the Ideology of the country?

The statements like the one given by Mr. Adeel, remind me an historical quote of the Prime Minister of Israel at the end of 1967 Arab-Israel War. The Zionist zealots of Israel celebrated in Geneva their conquest against their arch enemies. The Prime Minister of Israel, in that gathering, had been reported to have expressed his aspiration in these words,